

مفتی محمد رفیع

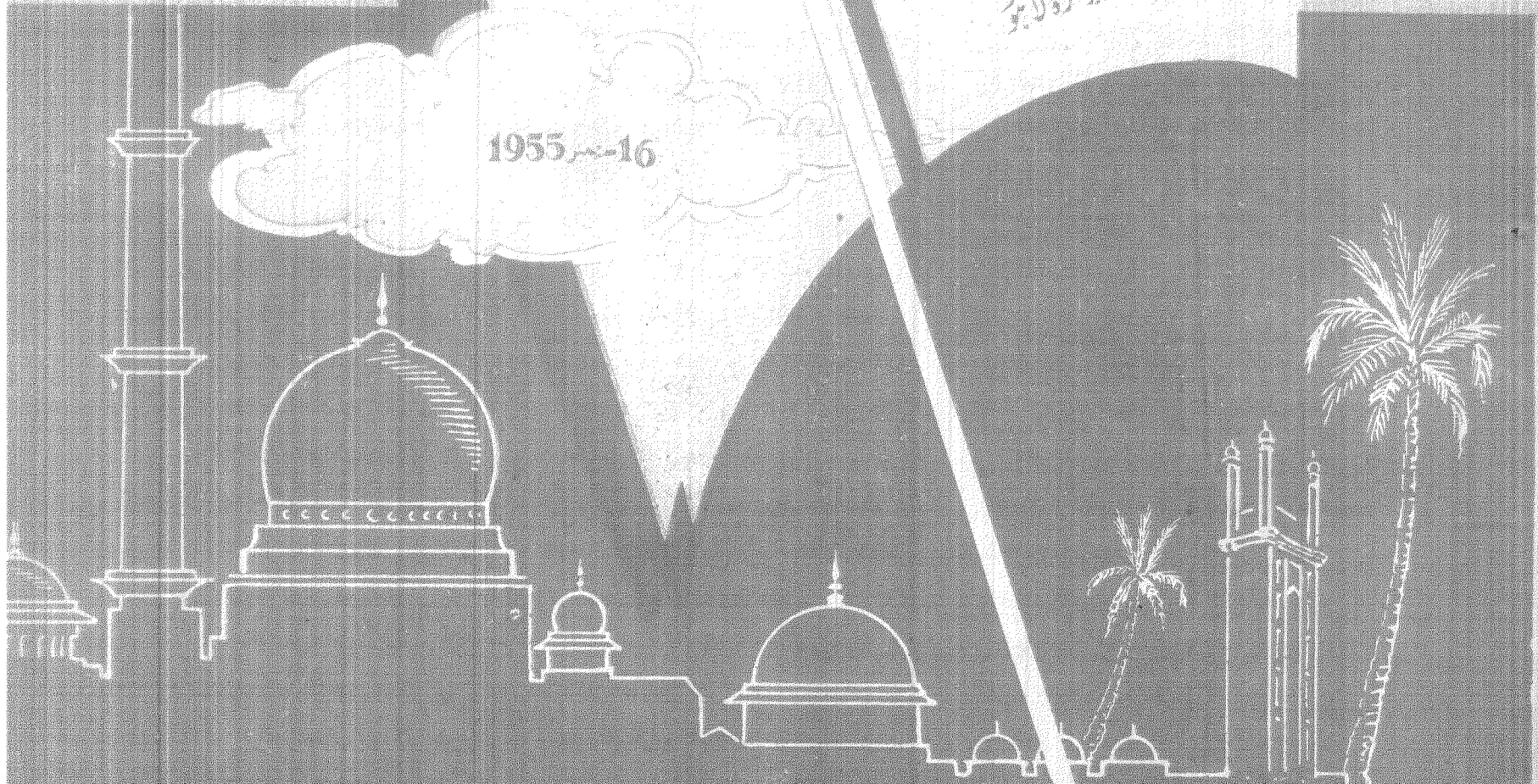
لاہور

معارف

ترجمہ و تفسیر

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی
شیرانی دارالعلوم دیوبند

16 ستمبر 1955



یہ از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

Al-Hind

قیامت کے دن کا مختصر نقشہ

امتنائی سوالات

از جناب شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شہید ابوالاعلیٰ

(۱) کَیْمًا لَا یَنْفَعُ مَا لَکَ وَلَا بَنُوکَ
إِلَّا مِمَّا آتَیَ اللّٰهُ بِقَلْبِکَ سَلِیْمًا
(سورۃ الشعراء رکوع ۲۵ پارہ ۱۷)

ترجمہ :- جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دیگی
جو اللہ کے پاس پاک دل سے آیا ہے۔

(۲) کَیْمًا لَا یَنْفَعُ الظَّالِمِیْنَ مَعْنٰی رَبِّہُمْ
وَلَهُمُ الْعَذَابُ وَلَهُمُ السَّوْءُ الَّذِیْ
(سورۃ المؤمن رکوع ۳ پارہ ۱۲)

ترجمہ :- جس دن ظالموں کو ان کا ہزر کرنا کچھ بھی
نفع نہ دے گا۔ اور ان پر پھٹکار پڑے گی۔
اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔

(۳) وَبَرِّسَ قَارِبُہٗ جَمِیْعًا فَقَالَ الضَّعُفَآءُ
لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ مَّبْعُثًا
فَہَکَیْ اَنْتُمْ مَّبْعُوثُوْنَ عَلَیْہِمْ عَذَابٌ
اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ لَّکُمْ لَوْ کُنْتُمْ
اللّٰہَ لَکُنْتُمْ طَسَآءٌ عَلَیْنَا اَجْرِ عَلَیْنَا
اَمْ صَبْرًا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْمٍ
(سورۃ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ :- اور سب اللہ کے سامنے کھڑے
ہوں گے۔ تب کمزور متکبروں سے کہیں گے۔
ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے
عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے۔ اگر میں
اللہ ہر بات کرتا تو ہم تمہیں ہر بات کہتے۔ اب
ہمارے لیے ہمارے کہ ہم جینیں۔ چلائیں۔

یا صبر کریں۔ ہمارے نیچے کی کوئی صورت نہیں
(۴) اَلْبَیْہُتُمْ نَفْسِیْمْ عَلٰی اَفْوَہِیْمْ وَتَکْفُرْنَ
اِیْنِیْمْ نَجِیْمْ وَتَشْہَدُ اَنْہُمْ بِمَا کَانُوْا
یَکْفُرُوْنَ
(سورۃ یس رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ :- آج ہم ان کے منہوں پر ہر گز نہیں کہیں گے۔
اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے۔ اور ان
کے باؤں شہادت دیں گے۔ اس پر چون کیا
کرتے تھے۔

(۵) فَاَلِیْمٌ لَا تَظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَّلَا
تُجْبَرُ عَلٰی اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
(سورۃ یس رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ :- پھر اس دن کسی کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا
اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے۔ جو کیا کرتے تھے
(۶) وَقَالَ الشَّیْطَانُ لَمَّا خُصِفَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ
وَعَدَکُمْ وَعَدَ الْحَقَّ وَوَعَدْتُکُمْ فَخَلَفْتُکُمْ
وَمَا کَانَ لِیْ عَلَیْکُمْ مِنْ شَیْءٍ
اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجِیْبُوْا لِیْ فَاَکْفُرُوْا
سَلَوْتُ لَیْ وَاَنْتُمْ اَنْفُسُکُمْ مَا اَنَا بِمُکْرِمٍ
وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَا
اَسُوْکُمْ تَمُوْنِ مِنْ قَبْلِ اِنْ اَظْلَمِیْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ سورۃ ابراہیم رکوع ۳

پارہ ۱۳)
ترجمہ :- اور جب (قیامت کے دن) فیصلہ ہو
چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ
نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی
تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی
کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ
تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری
بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو۔ اور
اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریادرس
ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود
تمہارے اس فعل سے سبزا ہوں۔ کہ تم اس
سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک
ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۷) تَاللّٰہِ ہٰذَا یَوْمٌ یَنْفَعُ الصَّالِحِیْنَ
مِمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اِنَّہُمْ لَفِیْ شَرَفٍ
مِّمَّنْ اَدَّیْہُمْ خِلَآئِیْنِ فِیْہَا اَنْکَادُ
مَنْ مَّعِیَ اللّٰہُ غَنَیْمٌ وَّ مَنْ اَعْتَظَلَ
الْفُتُوْرَ الْعَظِیْمَ
(سورۃ النازعہ رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ :- اللہ کے لئے گا۔ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں
کو ان کا سچا کام آئے گا۔ ان کے لیے ان ہی
جن کے نیچے نہیں رہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے
والے ہوں گے۔ ان سے اللہ راضی ہوگا۔ اور
وہ اس سے راضی ہونے۔ یہی بڑی کامیابی
ہے۔

(۸) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدٰنَا لَہٰذَا
وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیْ لَوْلَا اَنْ ہَدٰنَا اللّٰہَ
لَقَدْ حَادَّتْ رُسُلُہٗا بِالْحَقِّ ط وَنُفِیْہَا
اَنْ تَکْفُرَ الْجَنَّةُ اَوْ یَا تُنْفِیْہَا بِمَا کُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ
(سورۃ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ :- اور وہ کہیں گے۔ کہ اللہ کا شکر ہے جس
نے میں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔
اگر اللہ ہماری راہ نہ مٹائی نہ فرماتا۔ بے شک ہم
رب کے رسول سچی بات لاتے تھے۔ اور انہیں
آئے گی۔ کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے
میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

(۹) اِنَّ اَقْصَبَ الْجَنَّةِ الْکُوْمَرِیْ شُعْلٌ
فَاَکُوْنُوْا ہُمْ وَاَنْتُمْ جَمْعٌ
ظَلَمَ عَلٰی اَسْرَآئِلَکَ مَکُوْنٌ لَّہُمْ
فِیْہَا ذَاکُمْ وَکَیْفَ مَا نَدَّ عُوْنٌ
(سورۃ یس رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ :- بے شک بیشی اس دن مردہ سے دل
بلا رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں
سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے
بیٹھے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں جہنم ہوگا
اور انہیں لئے گا۔ جو وہ مانگیں گے۔

کام آنے والے کاموں میں ایمان شرط ہے

قیامت کے دن فقط وہی اعمال کام آئیں گے
جن کی بنیاد ایمان پر ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد
ہے۔ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْشِیْ
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیْہُ حَیٰۃً طَلِیْۃً
وَلَنُجْزِیْہُ بِمَا کَانَ یَعْمَلُ
(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ :- جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت
اور وہ ایمانی بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی
زندگی بسر کرانے لگے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے
میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو
کرتے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ فرماتے
ہیں۔ "عَمِلْ صَالِحًا" کے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک
کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف
عبودت کے لیے نہ ہو بلکہ حقیقتہً نیک ہونے یعنی ایمان
اور معرفتِ حق کی روح اپنے اندر رکھے ہوں
تو (ہم اس کو ضرور نیک سحری اور مزید زندگی
عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں طلال دھڑی۔
تلاوت و فرائض تھی۔ سکون و طہانیت۔ ذکر اللہ
کی لذت۔ حب الہی کا مزہ و باقی ص ۱۸)

خُدا حُرِّ الدِّین (مفت)

جلد ۱۸ | یوم جمعہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۵ء | شمارہ ۱۸

”قرارداد مقاصد“

”چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اور اسی نے جہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہذا جہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس متورسانہ فیصد کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے جس کی رو سے وہ جمہور حقوق و اختیاراتِ حکمرانی جہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و برابری اور عدلِ عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقصدات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسول میں منقبتیں ہیں ترتیب دے سکیں۔ جس کی رو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتوں کی آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں اور اُن پر عمل کر سکیں اور وہ اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں جس کی رو سے وہ علاقے جو اب پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں ایک وفاقہ بنائیں۔ جس

کے ارکان مقرر کردہ حدودِ اربعہ و متغیہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔ جس کی رو سے بنیادی حقوق کی حمایت کی جائے اور ان حقوق میں قانون کو اخلاقِ عامہ کے ماتحت مساوات۔ حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری۔ عمرانی اقتصادی اور سیاسی عدل۔ خیالِ انظار عقیدہ۔ دین۔ عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہو۔ جس کی رو سے اقلیتوں اور پس ماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے جس کی رو سے نظامِ عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔ جس کی رو سے وفاقہ کے علاقوں کی حمایت اس کی آزادی اور اس کے جمہور حقوق کا جس میں اس کے تہ و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں تحفظ کیا جائے تاکہ اہل پاکستان فلاح اور خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ اقوامِ عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امنِ عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کا حقہ اضافہ کر سکیں۔“

یہ اُس شہرہ آفاق قرار داد کے الفاظ ہیں جو سابق دستور نے مارچ ۱۹۵۹ء کے وسط میں کافی بحث و تخیص کے بعد منظور کی تھی۔ اور یہ اس کا زبیر کا نامہ ہے اس قرار داد کے الفاظ و ضاحت کے محتاج نہیں۔ اس کے حقیقی محرک شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی تھے۔ اور وہ بحث کے دوران میں

اسلامی آئین اور اسلامی جمہوریت پر سیر حاصل تبصرہ فرما چکے ہیں۔ دستور کی شکل و صورت شاید ہے کہ اس پر بدترین اعتراضات کا بہترین طریقہ سے جواب دیا جا چکا ہے۔ دستور میں اس کے محرک خاں یاقوت علی خاں مرحوم تھے۔ اور انہوں نے یہ واضح کر دیا تھا۔ کہ اگر مختصر میں ایمانداری سے سوچیں تو یہ نیا تصور نہیں بلکہ یہ دینی تصدیق ہے جس کے سہارے برصغیر ہندوستان پاکستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو پاکستان کا مطالبہ کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ قومِ مذہب سے ہے اور قومیتِ مذہبی ملک کا بیڑا ہوا تھا۔ چنانچہ اسی تصور کی اساس پر آئین کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ اسلامک تھیو کریسی کا مطلب مغرب کی کلیسائی حکومت نہیں۔ جہاں مذہب اور سیاست ایک دوسرے کی ضد ہیں بلکہ اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے اور ایک سالم معاشرہ ہے۔ جہاں جمہوریت اپنے بہترین روپ میں اُجاگر ہوتی ہے۔ جہاں دوسرے مذاہب ہیں اسلام کے ساتھ متوازی طور پر پنپ سکتے ہیں۔ ورنہ غیر مسلموں کو اس سے فوٹ زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے کیونکہ اس میں اُن کے حقوق کی مکمل ضمانت موجود ہے۔

سابقہ دستور یہ ان غرض کی تکمیل تک زندہ رہا کہ کسی۔ آپ یہ کام موجودہ دستور کے خیال سے کہ غالباً وحدتِ مغربی پاکستان کی منظوری کے بعد دستور سازی کا کام شروع ہو جائے گا۔ لہذا ہم اراکین مجلس کے گوش گزار کر دینا چاہتے ہیں کہ اہل پاکستان کو قرار داد مقاصد سے کمتر کوئی دوسری قرار داد قابل قبول نہ ہوگی۔ اسی قرار داد کی بنیادوں پر آئین بنایا جائے۔ یہی تمام قوم کا مستحق مطالبہ ہے اور جملہ علمائے اسلام بھی اس پر اجماعِ اطمینان فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ قرار داد میں موجود ہے کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ جمہور کے مذہب۔ تعلیم۔ اخلاق اور اطوار کی نگہ ران ہو۔ اس کو چاہئے کہ وہ ان جزئیات کی قدریں متعین کرے صرف عوامِ سیاست کو ہاتھ میں لے کر باقی اُمور میں (دینی مسئلہ)

ایک لڑکا حج کے دربار میں

حجاج اپنے محل کے درپے میں نشست فرما تھا عراق کے بعض سردار بھی حاضر تھے۔ ایک نو عمر لڑکا آیا۔ فلک نما عمارت کو غور سے دیکھا۔ دائیں بائیں نظر کی۔ اور باواؤں بلند کیا۔ کیا بے فائدہ اور مضبوط قلعے بناتے ہو۔ اس خیال سے کہ ہمیشہ جیتے رہو گے۔

حجاج تکبر رنگائے بیٹھا تھا۔ یہ سن کر سیدھا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ تو مجھے عقلمند اور فہم معلوم ہوتا۔ اور میرا۔ وہ آیا۔ تو اس سے کچھ باتیں کرنے کے بعد کہا کچھ پڑھو۔ لڑکے نے پڑھنا شروع کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اذا جاء نصر الله والفتح
ورایت الناس ینحیجون من
دین الله اخذ اجاره

ترجمہ :- شیطان ہم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ جسکے خدا کی مدد اور فتح آئی اور تو دیکھے گا۔ کہ لوگ اللہ کے دین سے فوج و فوج نکلے جا رہے ہیں۔

حج حج میدخلون پر طہو۔ یعنی داخل ہوتے ہیں۔

لڑکا :- بیشک داخل ہی ہوتے تھے مگر آپ کے عہد حکومت میں چونکہ لوگ نکلے۔ آپ کے ظلم و ستم کی وجہ سے یہ بات نہیں رہی

حجاج :- تم جانتے ہو کہ کس شخص سے مخاطب ہو ؟

لڑکا :- ہاں میں جانتا ہوں کہ ثقیف کے شیطان سے مخاطب ہوں۔

حج حج :- تو دیوانہ ہے اور قابل علاج ہے۔ اچھا۔ امیر المؤمنین کے بلے میں تم کیا کہتے ہو ؟

لڑکا :- خدا ابو الحسن (حضرت علی) پر رحمت کرے۔

حجاج :- میری مراد عبدالملک بن مرزبان سے ہے۔

لڑکا :- اس نے تو اتنے گناہ کئے ہیں کہ زمین و آسمان میں نہیں سما سکتے۔

حجاج :- زرا ہم بھی نہیں۔ وہ کون کون گناہ ہیں۔

لڑکا :- اُن گناہوں کا ایک نمونہ تو یہ ہے کہ آپ جیسے ظالم کو حاکم بنادیا۔

آپ یہ ہیں کہ غریب رعایا کا مال مباح اور خون حلال سمجھتے ہیں۔ حجاج :- نے مصاحبوں کی طرٹ دیکھا۔ اور کہا۔ اس گستاخ لڑکے کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا۔ اس کی سزا قتل ہے۔ کیونکہ یہ اطاعت پذیر حجت سے الگ ہو گیا ہے۔

لڑکا :- اے امیر آپ کے مصاحبوں سے تو آپ کے بھائی فرعون کے مصاحب اچھے تھے۔ جنہوں نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی کے متعلق فرعون کو کہا تھا کہ ان کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرنا چاہئے۔ یہ کیسے مصاحب ہیں کہ دھن خوشامد کی وجہ سے بغیر سوچنے کے میرے قتل کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

حجاج نے یہ سوچ کر کہ ایک مصلوب لڑکے کے قتل سے ممکن ہے۔ شور و غل مچا کر دیا۔ نہ صرف اس کے قتل کا ارادہ نہی کر دیا۔ بلکہ اب خود دلائے کی بجائے زری سے کام لینا شروع کیا۔ اور کہا۔ اسے لڑکے تہذیب سے لگھو کہ اندر بانی کو بند کر۔ جا میں نے تیرے واسطے چار ہزار درہم کا حکم دے دیا ہے (اس کو لے کر اپنی غمزدگی میں لڑکے کو لڑکا :- مجھے درہم و درہم کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا تیرے منہ کو سفید اور تیرا لٹخنہ اور سچا کرے۔

حجاج نے اپنے مصاحبوں سے کہا۔ سمجھے ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ سب نے کہا۔ امیر ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ حجاج نے کہا۔ اس نے اس فقرہ سے کہ خدا تیرا منہ سفید کرے۔ میرے لئے کوڑے کے مارنے کی دعا کی ہے اور لٹخنہ اور سچا ہونے سے سولی ہلکا مارا دیا ہے۔ حجاج نے لڑکے سے کہا۔ ہم نے تیرا لٹخنہ اور سچا کیا ہے اور تیری زبان و کاوتہ اور تیری جسامت و جمالت کی وجہ سے تیری خطا معاف کی ہے۔ اس کے بعد اس لڑکے نے حج سے اندھنی باتیں کیں اس کے چلے جانے پر اپنے مصاحبین سے کہا۔ خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ دلاؤ اور سچا کر دیا ہے کہ وہ بھی مجھ جیسا کسی کو نہ پاوے گا

آئین اسلامی کا مطالبہ

یہ قرارداد ۹ ستمبر ۱۹۵۵ء بروز جمعہ مسجد لائن سجان خاں میں اتفاق رائے منظور کی گئی اور اس کی انقلیب ذریعہ تار گزرجنرل۔ وزیراعظم پاکستان گورنر پنجاب۔ وزیراعلیٰ پنجاب اور سال کی گئیں۔

”مسلمانان لاہور کا یہ عظیم اجتماع دستور ساز اسمبلی کے اراکین سے پر لہر مطالبہ کرتا ہے کہ قرارداد مقاصد کے مطابق پاکستان کا آئین قرآن اور سنت کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ یہ اجتماع موجودہ دستوریہ پر واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ مسلمانان پاکستان کی صحیح نمائندگی کرتے ہوئے جنوری ۱۹۵۵ء میں امد پھر جنوری ۱۹۵۳ء میں ۳۳ علماء حضرات نے جو آئینی سفارشات حکومت کے حوالے کی ہیں۔ وہی سفارشات قرآن اور سنت کے مطابق ہیں۔ آئین مرتب کرتے وقت انہیں سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ مولانا مودودی صاحب نے جو ۳۳ علماء میں شامل تھے۔ اُس وقت انہیں سفارشات کی تائید کر دی تھی۔ مگر اب یہ اپنے بیان کے مطابق جدید اسلام پیش کرنے کے متمنی ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اراکین دستور ساز اسمبلی پر واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ اب اگر مولانا مودودی اپنے اُن نظریات کے مطابق جو صحیح اسلامی نظریات سے بالکل مختلف ہیں کوئی شاخسانہ کھڑا کریں۔ تو وہ اسلام کی روح کے بالکل خلاف ہوگا۔ اور مسلمانان پاکستان مولانا مودودی صاحب کے جدید نظریات کی حامل تہمیدات کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔“

یہ اجتماع معزز اراکین دستور ساز اسمبلی سے امید رکھتا ہے کہ وہ اسلام کے نام پر پھیلنے والی آئین کی تدریس و ترویج سے اشتباہ کریں گے۔ (حضرت مولانا احمد علی

نائب جمعیت العلماء اسلام۔ پاکستان لاہور

شانِ حرمت

فتح مکہ کے زمانہ کا یہ ہے ایک مذکور
جلوہ ہر نہ تھا جلوہ روز روشن
وقت تاریک تھا اور جمع ہوئے تھے کفار
اتفاق ایسا ہوا سب وہ گرفتار ہوئے
روبرو سرورِ عالم کے سب ہی پیش ہوئے
عالم افروز ہوا تھا نہ ابھی صبح کا نور
اور ہوئی تھی نہ ابھی شب کی سیاہی کا نور
ہو کے آمادہ سب آئے تھے پے قتل حضور
سرکشی پر تھے جو آمادہ ہوئے وہ مجبور
باندھ کر لائے گئے سید والا کے حضور

شانِ حرمت کیا اُن کی خطاؤں کو معاف
عفو سے کام لیا آپ نے سب دُستور

فیروز شاہ خاں

گنبدِ خضرا

مری آنکھیں ہوں یارب پروردہ دار گنبدِ خضرا
بسی سے میری آنکھوں میں بہا رہ گنبدِ خضرا
چھپائے میرے عصیاں کو مری بخش کا منہ
جو دیخا قبر میں مجھ کو فرشتوں نے کہا باہم
پر جبریل ہو جاوے کش جس آستانے کا
مسلمانو سیاحت کا جو حکم آیا ہے قراں میں
مری مٹی بنے ہر رہ گزار گنبدِ خضرا
خداوند اوکھاوے پھر دیار گنبدِ خضرا
لے برے کفن کے گر غبار گنبدِ خضرا
چلو سوئے دو یہ ہے جاں نثار گنبدِ خضرا
تو انسان سے بیاں کیا ہو و قار گنبدِ خضرا
یہ مطلب ہے کہ سب دیکھیں نگاہ گنبدِ خضرا

عمل کچھ بھی نہیں عصیاں فراوان میں مستہائے

ہر دے شاہِ شرب تاجدار گنبدِ خضرا

جلسہ شکر

مرتبہ :- چودہری عبدالرحمن خاں صاحب
آج ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۵۵ء کو مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

بزرگان سلف کا ادب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِ اَبِیْہِیْ
الَّذِیْنَ اَصْطَفٰی - ابا عبد

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس ذکر و عمل اور احباب کے لیے ہے۔ جن کا مجھ سے اللہ اللہ کرنے کا تعلق ہے۔ دوسرے احباب بھی آ بیٹھتے ہیں چشم روشن دل بافتاد۔ بڑی خوشی سے آتے ہیں۔ ہم اللہ کا نام لیتے ہیں بعد از ذکر میں قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اپنے احباب کی رہنمائی کے لیے کچھ عرض کرتا ہوں۔ میرا نصب العین یہ ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ اور حضور کو راضی کر لیں تاکہ ہماری قبریں بہشت کے باغ بن جائیں

بعض دنیا دار خاندانوں میں کچھ رسمیں باپ دادا سے چلی آرہی ہیں۔ حالانکہ وہ سر امر غلط ہیں۔ اگر کوئی اللہ سے یہ رسمیں چھوڑ دینا چاہے تو نہیں چھوڑتے۔ بلکہ نہ کہنے والوں پر اٹھاتے کہتے ہیں۔ گو یا ان پر بغض مصر ہیں۔ مثلاً شادی کے موقع پر بوجھا جانا۔ دولہا کا سسرال کے گھر گھوڑی پر چڑھ کر جانا۔ سہرا بانہنا اور جندی لگانا وغیرہ وغیرہ۔ بعض ایسی طرح بعض دنیا دار خاندانوں میں بھی ایسی رسمیں چلی آرہی ہیں۔ جو خلاف شرع ہیں۔

یہ اللہ کا احسان ہے کہ اعلیٰ اندھ کھرا اسلام موجود ہے۔ یہ نہ آج تک ختم ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ بچاؤ میں نئے نئے مصلح پیدا ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام ختم کیا تھا۔ اور ہم نے اس کو زندہ کیا۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے آمین! قرآن میں اللہ تعالیٰ کا اعلان موجود ہے کہ ہم نے ہی ذکر قرآن کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَکَ اٰخِظُوْنَ) اگر قرآن ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو اسلام بھی ہمیشہ رہے گا۔

بزرگان سلف کا یہ ادب نہیں کہ ان کے مرادات پر پھولوں کی چادر لے جا کر ڈال دی جاتے۔ یا طباہ بجانے والوں کو ہلا کر قوالی کرادی جائے یا بھڑا مارا کر کھا لیا جائے۔ جو ان خود ساختہ رسموں کی حماقت کرے۔ اس کو بے ادب مقرر کرتے ہیں۔ آج میں حضور کا ارشاد کے ماتحت ہی متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سہری شریف میں آنحضرت کا ارشاد ہے :-

مَنْ حَبَّ اَخِيًّا سَلَّحَتْهُ حَقْدًا اَخِيًّا يَنْبِیْ اَنْیَیْ
کَکَا مَعِیْ فِی الْجَمْعَةِ (ترجمہ) جس نے میری رحمت (طریقہ) کو زندہ کیا پس حقیقت اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا) آپ کا طریقہ معلوم کرنے کے لیے قرآن کے مطالعہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِنْ اَتَّبِعْتَ اَلَّذِیْنَ اٰتٰیوْا حٰی اِنِّیْ (ترجمہ) میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اس چیز (قرآن) کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے) گو یا کہ کتاب اللہ کا اتباع ہی سنت ہے۔ نہ بچا آپ نے کتاب و سنت میں کس طرح چولی باندھنا کا ساتھ ہے۔ آنحضرت امام الصالحین ہیں۔ آپ کے بعد نبی و مہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔ پیغمبر تابعین۔ تبع تابعین۔ تبع تابعین۔ تمام صالحین الیٰ ہونا بوجہ حضور سے ملتی ہے دم سب انبیاء کو ماننے ہیں۔ لَا تَقْرَئُوْا بَیْنَ اَحَدٍ وَ تَرْفَعُوْهُ (ان) انبیاء میں ہم تفریق نہیں کرتے) یعنی یہ نہیں کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں۔ مگر ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہم ہی ہیں۔ آپ کا صحیح معنوں میں صحابہ کرام ہی ادب کرتے تھے۔ اس کے بعد تابعین پھر تبع تابعین۔ مفسرین۔ محدثین وغیرہم نے آپ کا ادب کر کے دکھلایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں پر کوثر و رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ معلوم ہوا کہ عل بالقرآن ہی سنت ہے۔ اگر قرآن زندہ ہے تو سنت بھی زندہ ہے۔ اس

ہے۔ ہم آج سینکڑوں سال بعد عل بالقرآن کو زندہ کرنے والوں کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس میں صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ مفسرین۔ محدثین ادیبان کرام اور علما و سب آتے ہیں۔ مگر ہم اس سنت کو نظر انداز کر دیں اور اپنا نیا طریقہ ایجاد کر لیں تو میرا پا غلط ہوگا۔ یہ ان کا ادب نہیں۔ ان کا ادب یہ ہے کہ ان کے طریقہ کو زندہ رکھا جائے۔ اگر ہم کوئی نیا طریقہ ایجاد کریں گے تو سنت مٹ جائے گی۔ اس کے متعلق آیت کا ارشاد ہے۔ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بَدْعًا اِلَّا رُفِیْ مِنْہَا وَ هِیَ السُّنَّةُ (کسی قوم نے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی مگر اس کے برابر سنت اٹھائی جاتی ہے) میں اپنے گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں جو زندہ نامہ "لوائے پاکستان" لاہور اور فیضان "خدا م الدین" لاہور (شورہ ۹ ستمبر ۱۹۵۵ء) میں چھپ چکا ہے چینیج دے چکا ہوں کہ میں فقہ میں حضرت امام اعظم اور طریقت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا تتبع ہوں۔ گو یا کہ میں حنفی بھی ہوں اور قادری بھی ہوں۔ اگر ہمارے بھائی غلط رسموں کو امام اعظم یا شیخ عبدالقادر جیلانی سے ثابت کر دیں تو میں ان رسموں کی مخالفت چھوڑ دوں گا۔

اس مضمون کو زیادہ واضح کرنے کے لئے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ نماز کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ دستقلد۔ ۱۔ نہاگرسی۔ ۲۔ ۳۔ دفعہ سجاوٹ اللہ۔ ۴۔ دفعہ الحمد للہ۔ ۵۔ ۶۔ دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ یا ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا جائے۔ اس کے مقابلہ میں لاہور میں کیا ہوتا ہے۔ وہ بھی سید فخر آمد مغرب کی نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یا مَرْسُوْسُ اللہِ وَ سَلَّمَ عَلَیْکَ یا حَبِیْبُ اللہِ۔ درود شریف کا کون منکر ہو سکتا ہے۔ لیکن ہر چیز اپنے اصلی مقام پر ہی صحیح ہوتی ہے۔ درود پڑھنے کے بھی اوقات اور مواقع ہیں۔ اگر نماز میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی بجائے۔ درود شریف پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ شریعت کے مالک اسمان پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے جس جگہ جو کچھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں لٹو بدل کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ امام اعظم کے مذہب میں ہے کہ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا اس صوت میں منع ہے۔ اگر اس سے نمازی کی نماز یا ذکر کے ذکر میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہو میرا اپنا تجربہ ہے کہ بعض اوقات کسی ایسی مسجد میں نماز مغرب پڑھنے کا موقع ہوا جس میں بلند آواز سے درود شریف پڑھا جاتا ہو۔ اور اگر ایک درود کثرت باقی ہوں تو میں خود کسی کئی دفعہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں بھول جاتا ہوں۔ یہ نہ حنفی ہیں نہ قادری اور یہ نہ حضور اور نہ صحابہ کرام کے تابع ہیں۔ اگر روکا

احکام ربانی کے آخری مشعل برار

(از جناب عبدالستار صاحب انصاری)

ضلالت کی تاریکیاں تہہ بہ تہہ اس قدر چھا گئیں کہ کائنات پختہ ظلمات بن گئی۔ مگر تمام عالم پر محیط تھی۔ لیکن یہ شب و بھر روز روشن کا پیش خیمہ تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ والارض کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ زمانہ کی عالمگیر سیاحی میں تار حواس سے روشنی کی کرن بھڑکی اور تہذیب ایک آفتاب انقلاب میں تبدیل ہو گئی۔

ابتداءً عالم میں انسان کی ضروریات زندگی بہت حد تک مقرر تھیں۔ زندگی اس وقت بہت آسان تھی۔ معلومات و اشیا و مشغلات کی کمی کے باعث باہمی معاملات بہت مختصر اور سادہ تھے۔ انسان کی ارتقا کو مشیباں پیچیدگیاں پیدا کرتی تھیں۔ وسعت علم اور ایجادات و اختراعات کے ساتھ معاملات و نزاعات بڑھتے گئے۔ بالکل ابتداء میں ایک بہت مختصر سادہ دستور اہل انسانی زندگی کو منظم بنانے کے لیے کافی تھا۔ مثلاً جس وقت دنیا شراب سے راقص نہ تھی۔ شراب کی قلت و حرمت کا تذکرہ بیکار تھا۔ رفتہ رفتہ شریعت کے وہ ابتدائی قوانین ناکافی ثابت ہوتے گئے۔ اور قادر مطلق کی جوری و ہمہ دانی نے ایک نیا دستور دنیا میں بھیجا جو بدستور پیشتر کے دستور العمل کے حامل تر تھا۔ شریعت کی اصلاح میں ان رسالت کو صحائف کہا جاتا ہے۔ نزول صحائف کا یہ سلسلہ ایک مدت متعین تک یونہی جاری رہا اور انسانی ترقی کے ساتھ قوانین زیادہ جامع و کامل ہونے لگے۔

یہ تمام صحائف عقائد کے لحاظ سے اول سے آخر تک یکساں تھے۔ الوہیت توحید و وحی الہی کی تصدیق، عباد و محشر و مرزا و جوا کے متعلق سب کی تعلیم یکساں تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ متدین زندگی جس قدر پیچیدہ ہوتی گئی قوانین شریعت واضح تر ہو گئے اور مناسب حال ہونے لگے۔ علاوہ ان میں مختلف صحائف مختلف زبانوں میں نازل ہوئے۔ کامل ترین شریعت کی عدم موجودگی میں یہ جملہ شریعتیں محدود و محدود زمانہ کے لیے نازل کی گئی تھیں۔ لیکن ہر شریعت اپنے زمانہ کے لحاظ سے مکمل تھی۔

مشاہدات شاہد ہیں کہ وہ امور جن کی ابتداء ایک نئی کے ساتھ ہو۔ کچھ عرصہ تک اپنے مقصد کو صحیح طور پر پورا کر کے امتداد زمانہ کے ساتھ ناقص ہوتے جاتے ہیں۔ طبائع انسانی کے پردے میں اس عجیب و غریب زوال کا راز مضمحل ہے۔ لیکن جس طرح ہر خزاں ایک نازہ ہمارا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر زوال ایک نئے کمال کا موجب ہوتا ہے۔ بعینہ یہی کیفیت مذاہب عالم کی ہے۔ اپنے وقت کی ہر مکمل شریعت رفتہ رفتہ ناقص ہوتی گئی یا اول کہنا

جیسے کہ انسان نے اس شریعت کی غلط تاویل کرتے کرتے مرنے یا اس کی شکل ہی کو تبدیل کر دیا۔ یہاں تک کہ دنیا بھر عرفان سے منور ہونے کی بجائے ضلالت کی تاریکی میں گم ہو گئی۔ محفل آراء عالم کو جب پھر گرجی محفل منظور ہوئی تو اس نے کسی رسول کو ایک نازہ اور روشن زمشعل دے کر دنیا میں بھیجا۔ اس نئی روشنی نے عالم کے رتبہ نابینا کو تازہ بصارت بخشی۔ سیاہ سفید کا امتیاز ممکن ہوا۔ عالم پھر نور معرفت سے منور ہو گیا۔ لیکن چند ہستیاں اپنی قدیم ضلالت و گمراہی پر قانع رہیں اور انہوں نے اپنی بگڑی ہوئی شریعت کو اس قدر مسخ کر لیا کہ کسی جمہول النسب کی طرح ان میں سے بعض کی ابتداء اور تاریخ پیدائش کا معلوم کرنا بھی محال ہے۔ اسی طرح دنیا کے متعدد مذاہب ظہور میں آئے۔ بعض مذاہب نے اپنی نوعیت کو اس قدر تبدیل کر لیا کہ آج کل بھی نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کسی شریعت الہیہ کی مسخ شدہ صورت ہے۔ یہ صورت جب اس رسول کی وفات کے کچھ عرصہ کے بعد مشعل کچھ دھندلی پڑنے لگی تو مشیت ربانی نے کسی نبی کو روانہ کیا جس نے نیل ٹال کر اسی مشعل کو از سر نو روشن کر دیا۔ کبھی ایک ہی رسول کی مشعل کو کئی کئی نبیوں نے روشن کیا لیکن آخر کار ناقص طبائع انسانی کی باوجودات میں وہ مشعل جب بالکل جل بھی گئی تو ایک نیا رسول ایک اور بھی روشن تر مشعل لایا۔ اور سنت الہی از سر نو نازہ ہوئی۔ غرض کہ ایک مدت متعین تک انبیاء و رسل سلسلہ بعثت یونہی قائم رہا۔ متعدد شریعتیں پیدا ہو کر مر رہی ہو گئیں۔ صحائف اترے اور یا تو نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے اور یا مسخ کر دیے گئے۔ یہاں تک کہ کس نے نیا جوان ہو گئی۔

احکام ربانی کے مشعل برار (جناب علی علیہ السلام) بھی اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر رخصت ہوئے۔ دستور کے مطابق یہ مشعل کچھ عرصہ تک پوری آبدار کے ساتھ روشن رہی۔ لیکن بالآخر انسانی زمانہ کے باعث دھندلی ہو کر گل ہو گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ دنیا بھر عرفان سے یکلفت محروم ہو گئی۔ ضلالت کی تاریکیاں تہہ بہ تہہ اس قدر چھا گئیں کہ کائنات پختہ ظلمات بن گئی مگر اسی تمام عالم پر محیط تھی۔ لیکن یہ شب و بھر

روز روشن کا پیش خیمہ تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ والارض کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ زمانہ کی عالمگیر سیاحی میں تار حواس سے روشنی کی کرن بھڑکی اور تہذیب ایک آفتاب انقلاب میں تبدیل ہو گئی۔ یہ آفتاب خط نصف النهار پر پہنچ کر قائم ہو گیا۔ گویا اس کے دیہر کا کوئی زوال نہیں۔ کائنات کا قدرہ قدرہ چمک اٹھا اور مذاہب باطلہ کے تمام دیہے اندر پڑ گئے۔ صحابہ رحمت نے برسی کو گشت شریعت کے منازل کو سدا بہار بنا دیا۔

اللہ خیر العالیم کی قدرت کاملہ نے ایک ایسا کامل دستور العمل نازل کیا جو تمام عالم کے لیے یکساں طور پر عملی اور باعث اصلاح ہے۔ اور ہر طبقہ کے لیے اس قدر موزوں و مناسب ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خود اسی طبقہ کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ ہر خلاف اس کے تمام ماضی شریعتیں خاص خاص طبقوں کے لیے محدود تھیں۔ اور متدین زندگی کی روز افزوں پیچیدگیاں پیش آنے لگیں۔ ناکافی ربانی تھی تھیں جس کی وجہ سے نئی نئی اور کامل تر شریعتوں کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی۔ وہ شریعتیں صرف اپنے ہی زمانہ کے لیے موزوں تھیں اور زمانہ مابعد میں ان پر کٹنا نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لیکن یہ آخری دستور العمل اس قدر معجزانہ ہے کہ ہر زمانہ کے اشخاص خیال کرتے ہیں کہ گویا خود انہیں کے زمانہ کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اور تہذیب انسانی کا انتہائی عروج بھی اس کو ناکافی بنانے سے قاصر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر ہماری نعمتیں بری ہو گئیں (پ ۱۷ ج ۱) جیسا کہ پیشتر کہا جا چکا ہے۔ طبائع انسانی کی ناقص و ناقص ہوتی ہیں کہ ہر عرصہ اصول رفتہ رفتہ برائی سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی باعث اللہ شریعت تمام شریعتیں اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہ سکیں۔ لیکن چونکہ حکیم مطلق کو منظور تھا کہ اس کا کامل ترین دستور العمل تا ثبات عالم امکان جہاں میں کار فرما رہے۔ اس نے خود اس کی محافظت کا وعدہ کیا۔ جیسا کہ آیت اللہ تعالیٰ العزیز العظیم فرماتا ہے: **وَمَا كُنَّا بِمُعْجِزِينَ عَنِ الشَّيْءِ أَوْ نَسْنَا** (پ ۱۷ ج ۱) اسے خارج ہر شے سے واجب اُمت کو اس کا وارث قرار دیا گیا۔ اظہار ہے کہ جب وارث کو وراثت پہنچتی ہے تو داد و سند کے دیگر

نخست

(از جناب لطیف آغا)

(۱)

تیری نگاہ کا اب تک کوئی اصول نہیں
ذائقہ دید کو آوارگی قبول نہیں!
ذرا سنبھل کے یہاں دامن نظر پھیل
چمن میں کانٹے بھی مڑتے ہیں نہ پھٹ ل نہیں

(۲)

ذائقہ نغمہ کو ناکام میں نے دیکھا ہے
چمن میں دانہ تیر دام میں نے دیکھا ہے
مری نظر سے اُلجھتے ہیں کس لیے کانٹے
شگفتہ پھولوں کا انجام میں نے دیکھا ہے

(۳)

تمہاری چال سے مخلوق بے خبر کیوں ہے
تمہارا عجیب بہ اندازہ ہنر کیوں ہے
خدا کا خوف نہیں ہے تمہارے دل میں اگر
خدا کا نام تمہاری زبان پر کیوں ہے

(۴)

اُڈیل بادہ گل گوں اُڈیلنے والے
عذاب جھیلے جائیں گے جھیلنے والے
سکستے ہیں بیت لوگ اب تک
تجھے خبر نہیں پھولوں سے کھیلنے والے

حضرت ابن عباس

لہذا اس کی کھانسی بہاؤ رکھا۔

حضرت نے اپنے قول اور فعل سے دُنيا کے سامنے یہ بے بدین اصول پیش کیا کہ مذہب میں جبر کو مطلق دخل نہیں ہر بات کو محض اس سے واسطہ دیا جہی کی روشنی سے واضح کر دیا گیا ہے۔ ہر صحیح دارالمنطق عقل سلیم کو کام میں لاکر ہر بات حاصل کر کے جبر و اکراه سے مبرا رہنے کی

حضرت کا ایک اور فرمان :-

وہ یہ تحریر محمد بنی مسلم کی جانب سے ہے
اسقف بن اعلا دث لکھے۔ بخران
کے دیگر اسقفوں - کامنوں - رامیوں
اور اُن کے معتقدوں اور علماءوں
کے متعلق جو اُن کے ہاتھ میں بھی سب
کو خدا اور رسول کی حفاظت حاصل
ہوئی۔ گو جا کے چھوٹے بڑے شہیدوں
میں سے کسی کو نہ بدلا جائے گا۔ کسی کے

اس کو خدا اور رسول کی حفاظت حاصل ہوگی۔ ان کی اولاد و احفاد کو بھی اُن کی جانوں اور مالوں کے متعلق خواہ وہ پہاڑوں میں نہیں یا میدانوں میں اُن پر کوئی ظلم نہ کرے۔ جن کو یہ میری تحریر سنائی جائے۔ وہ ان کو (آتش پرستوں) ذریعہ رسول کے ظلم سے بچائیں اور نہ خود ان پر زبردستی کریں۔ وہ اپنے آتش کردوں اور اس کے متعلقہ زمیندار اور عمارتوں کے مختار ہوں گے۔ کوئی اُن کی مذہبی رسوم کی ادائیگی میں مزاحم نہ ہوگا۔

[illegible]

نصرت غیبی

(۲)

(از جناب عبد الواحد صاحب)

دارین کا فتح ہونا
اور سمندر کا خشک ہونا

نیچ دارین کے قریب ایک
سٹی ہے جس کا نام دارین
ہے۔ اہل بحرین کا مرتد
ہونا اور حضرت علاء کا ان
کے مقابلہ پر مامور ہونا اور مسلمانوں کی تائید آسانی کا واقعہ
مذکور ہو چکا ہے۔ مرتدین کو بحرین میں شکست فاش
ہوئی۔ کچھ مقتول ہوئے اور اکثر اسیر ہوئے اور جو بچ گئے
کچھ تو بحرین کی دوسری جانب فرار ہو گئے۔ بہت سے
خلیج دارین میں پناہ گزیں ہوئے۔ دارین پہلے ہی اسلام
و دشمن عناصر کا مرکز تھا۔ اب مرتدین کے وہاں مجتمع ہونے
سے ان کی قوت اور بھی اضعاف و مضاعف ہو گئی حضرت
علاء اس خوفناک قوت کے اجتماع سے بہت متشدد
متفکر تھے۔ اگر دارین پر حملہ کرتے تو اندیشہ تھا کہ دوسری
جانب بھاگے ہوئے مرتدین عقب سے بحرین پر حملہ کر
دیں۔ اگر دارین کی قوت تائید باطلہ کو نہ کچلیں تو ان کا دن
بدن ترقی پا کر مسلمانوں کے لیے ایک مستقل خطرہ بن جائے
گا اندیشہ تھا۔ اس لیے اول آپ نے ان قبائل کو جو فتنہ
انداز میں شریک نہیں ہوئے تھے لکھا کہ مرتدین و
منہزمین کے سب راستوں کی ناکہ بندی کر دیں اور ان
میں سے کوئی فرد واحد بھی بحرین نہ آنے پائے ان
لوگوں نے اس کا کامل اہتمام و انتظام کر کے جواب
لکھا اور حضرت علاء کو اس جانب سے اطمینان ہو گیا
اور آپ نے دارین کا قصد فرمایا۔

بحرین سے خارج ہونے تک ایک دن اور رات کی
بحری مسافت تھی۔ اس لیے دارین پر حملہ اور ہونے
کے لیے جہازوں اور کشتیوں کی ضرورت تھی لیکن
مسلمانوں کے پاس سامان قطعاً نہیں تھا۔ مگر حضرت
علاء ایسے شخص نہ تھے جن کو سمندر کی خوفناک موجیں اور
آب بے پناہ کی بہت ناک صورت ڈرنا دیتی۔ آپ نے
لشکر اسلام کو جمع کر کے ایک موٹر تقریر کی اور فرمایا
تم لوگ تائید ایمان اور امداد غیبی کا کامل مظاہرہ ایک
نق و نود مقرر ہیں جہنم خود دیکھ چکے ہو۔ تم کو اسی تائید
و امداد باری کا سمندر میں بھی متوقع ہونا چاہیے۔ اسلام
دشمن جماعتیں اور مفرورین کے گروہ اس خلیج میں جمع
ہوئے ہیں۔ تم سب سمندر میں داخل ہو جاؤ اور دشمن
پر ٹوٹ پڑو۔ اہل لشکر نے جواب دیا کہ وہاں ہم

نصرت غیبی کا کرم دیکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد کوئی کوہ
آہن بھی ہماری منزل اور ارادوں کو پست نہیں کر سکتا
اس گفتگو کے بعد حضرت علاء مد لشکر حاضر سمندر پر
پہنچ گئے اور اہل لشکر کی زبانوں پر یہ دعایہ کلمات
جاری تھے۔

یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا ارحم
یا حیی یا معی الطوی یا حیی یا قیوم لا اله الا
انت یا سائتینا۔

اور سب کے سب بڑی فرحت و مسرت سے بحر خشکا
میں اترتے جاتے تھے۔ کسی کے چہرے پر مطلق آشوب و غم
دہرا س نہ تھے۔ کوئی اونٹ پر سوار تھا اور کوئی گھوڑے
پر۔ کوئی خیر بردار کوئی گدھے پر اور اکثریت پیادہ پا
تھی۔ بحر عرب کا پانی خشک ہو کر صرف اس قدر رہ
گیا کہ اونٹ اور گھوڑے کے صرف پر بھینکتے تھے۔
اسلامی لشکر ایسی راحت و آرام سے ہوناک سمندر کو
ٹپے کر رہا تھا کہ یا مریط و ریت پر چل رہا ہے جس
پر چلنا نہایت ہی سہل ہوتا ہے۔

اہل دارین کے دہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مسلمان
اس بے سرو سامانی کی حالت میں بدن بھری جہازوں
اور کشتیوں کے پیادہ یا سمندر کو عبور کرتے ہوئے آ
نازل ہوں گے۔ وہ سب خواب غفلت میں تھے کہ
مسلمانوں نے پہنچ کر دارین کو تسخیر کر لیا۔

اللہ جل شانہ نے متوکلین کی دعا کو قبول فرمایا اور
سمندر میں ان کے لیے نہایت سہل اور آرام دہ راستہ
بنا دیا۔ ازیں قبل بے آب و گیاہ صحرا میں تائید غیبی کا
کرم دیکھ لیا تھا۔ اس سے بڑھ کر سمندر کو پایاب
کر کے دکھلادیا۔ کہ دین اسلام کے ساتھ حماقت و
نصرت الہی شامل ہے۔ اس کی ترویج و اشاعت
نہ تدبیر ظاہری پر قوت ہے اور نہ کسی قسم کے جبر و
اکراہ کو اس میں دخل ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کو کیا
ہی شقی القلب اور مہٹ دھرم شخص بھی دیکھے گا بعید
از امکان ہے کہ اسلام کی حقانیت و صداقت اس
کے قلب و جوارح میں راسخ نہ ہو جائے۔ گو وہ اپنے
قدیم مذہب پر کتنا ہی مہٹ اور ضد کے ساتھ قائم
رہنا چاہے۔ لیکن دین اسلام کی کشش کبھی بھی اس
کو قدیم عقائد پر قائم رہنے نہیں دے سکتی۔ جلد یا

ہر اس کو اپنی نفس بدست پر مجبور کرے گی۔ یہی وجہ
ہے کہ موزع بحر کا ایک عیسائی راہب جو لشکر اسلامی
کے ہمراہ تھا۔ جس نے بڑے بھروسے سے تائید آسانی
کی جگہ گری جہنم خود دیکھی تھی مشرف باسلام ہونے
پر مجبور ہوا۔ کسی نے اس سے اس کے مسلمان ہونے
کی وجہ پوچھی۔ اس نے جواب میں کہا۔

ثلاثة اشياء خشيت ان يمسخني الله
بعد هاتان آتاهما اقل - فيض في المال
وتمهيد اشباح البحر - ودعاء سمعت
في عسكرهم في الهواء مسح اذتين جري
ایسی دیکھیں کہ ان کے بعد بھی مسلمان نہ ہوتا تو مجھ کو
مسخ ہونے کا اندیشہ تھا۔ اول تو بے آب و گیاہ
میدان میں پانی کا ظاہر نہ جانا۔ دوسرے سمندر میں
راستہ نہ جانا۔ تیسرے ایک دعا جو میں نے مسلمانوں
کے لشکر میں صبح کے وقت آسمان کی طرف سے سنی
میں نے ان حقائق و حالات کا چشمہ مشاہدہ کیا
اور نتیجہ پر پہنچا کہ مسلمانوں کی امانت و تائید میں ملائکہ
کی شرکت اسی وجہ سے ہوئی کہ وہ حق پر ہیں۔

حضرت خالد کا ملک عراق میں
داخل ہونا اور حیرہ کی فتح بطور صلح

حضرت صدیق اکبر نے خالد بن ولید اور عیاض بن
غنم کو تسخیر عراق پر مامور فرمایا۔ خالد بن ولید کو عراق
کی جانب اسفل اور عیاض بن غنم کو جانب اعلیٰ سے
ملک میں داخل ہونے کی ہدایت فرمائی۔ اس طرح
کہ دونوں لشکر حیرہ پہنچ کر مل جاویں۔ اور دونوں
میں سے پہلے حیرہ پہنچے وہی لشکر کے امیر ہو گئے۔
آپ نے دونوں اصحاب کو یہ بھی فرمایا کہ تمہارا ہے
لشکر میں سے جو لوگ دایں ہونا چاہیں ان کو اجازت
دے دینا۔ اس اجازت کا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر کا ایک
کثیر حصہ دایں ہو گیا۔ لشکر کی اس قبیل تعداد سے دونوں
اصحاب کو تشویش لاحق ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق کی
خدمت میں عرض کیا کہ ہماری امداد کے لیے کچھ لشکر
بھیجا جائے۔ آپ نے حضرت خالد کی امداد کے لیے
تنہا قحط بن عمر و تہمی کو بھیجا۔ لوگوں نے عرض کیا
کہ حضرت خالد کے لشکر میں عساکر بن کی صرف تھوڑی
تعداد ہے۔ اور آپ تنہا ایک شخص کو ان کی امداد
کے واسطے بھیجتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس
لشکر میں تعداد جیسا ایک شخص بھی ہو وہ بھی مطلوب
نہیں ہو سکتا۔ اور عیاض بن غنم کی امداد کے لیے عبد
بن غوث حمیری کو بھیجا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق کی
فراست تھی۔ اور یہ مسلمانوں کا کارل ایک

بلد حیرہ باب العراق تھا۔ اور بادشاہان فارس

(۱۶ ستمبر ۱۹۵۵ء)

لہذا ہی مقام ہے جہاں بے آب کا میدان میں مسلمانوں کی تائید ظاہر ہوئی تھی۔

مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابہ کرام کا مقام کفار کی نظیر میں
تمنہ حضرت مولانا محمد حسن احمد صاحب
مکتبہ جامعہ رحمانیہ لاہور، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
صحابہ کرام خصوصاً خلفہ راشدین کا تذکرہ اور ان کے صفات و کمالات اور مراتب و مناصب اور فضائل و ثناء کا بیان درحقیقت ہر درکائنات فخر موجودات جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کا تذکرہ تھی اور تکملہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے غائب ہوئے غائبی سے رحلت فرما گئے ظاہر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ اور اپنے بعد صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد چھوڑ گئے۔ یہ صحابہ کیا تھے؟ ان کا کیا مرتبہ تھا اور وہ کس پایہ کے تھے؟ ان تمام باتوں کا جواب ایک انگریز مؤرخ کی زبان سے سنیتے عربی کا مفید ہے۔ الفضل ما شہدت میں الاعداد (فضیلت اور بزرگی وہ ہے جس کی شہادت دشمن بھی دیں) وہ لکھتا ہے عرب کے محمد صاحب (صلعم) کا ہر پیرو بنیں مسلمان اپنی اصطلاح میں صحابی کہتے ہیں۔ محمد صاحب (صلعم) کی رسالت کی ایک مستقل اندکھٹوس دلیل تھا یہ کلمات مسلمان کی زبان سے نہیں نکلے بلکہ ایک کڑ غیر مسلم کا تاثر ہے۔ وہ اسلامی تاریخ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ صحابہ کرام اپنی جگہ دلائل نبوت احمد پر اپنی رسالت تھے۔ اس کے واضح معنی یہ ہوئے کسی ایک صحابی کا زامن پکڑ لینا بھی ہمارے لئے سراہہ نجات و ہدایت ہے۔ چنانچہ فرمایا رسول کریم صلعم نے اصحابی کا لہجہ و بایہ و اقتدا یتما حقن یتیم د میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے راہ نجات پاؤ گے۔

اب ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا صحابی کی تکذیب تردید مستحکم ہے۔ دلیل نبوت کی تکذیب کو بلکہ اگر منظر غائب دیکھا جائے۔ تو خود نبوت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص خاک بدہنش یوں کسی صحابی کے متعلق کہے کہ وہ جھوٹا تھا یا منافق تھا تو گویا اس نے لغو بذاتہ خود رسول کریم صلعم کی تکذیب کر ڈالی۔ قرآن مجید نے بلا استثناء یہ اعلان کیا۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ
مُحَمَّدٌ بَيْنَهُمْ فَزَاهِمُوا سُبْحَانَ اللَّهِ مَبْعُوثُونَ
فَضْلًا وَرُفُوعًا نَاسِيًا هُمْ فِي وَجْهِهِمْ مِنْ
أَثَرِ السَّجْدِ (الانبیاء)

ترجمہ:- محمد رسول اللہ صلعم اور ان کے اصحاب حج ان کے ساتھی ہیں۔ کافروں پر سخت اور آپس میں ہرے ہریان نرم دل تم ان کو حضور خداوندی میں ہمیشہ سرسجود پاؤ گے وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے مستامشی رہتے ہیں ان کی پیشانیوں پر نشانائے سجدہ کا نور چمکتا ہے۔ مسلمان بنگاہ ایمان اس آیت کے مفادات عظیمہ کو دیکھیں۔ آیت اعلان کر رہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اور ان کے ساتھیوں کی کیا شان ہے وہ اپنے بھائیوں کے ہم در و ہریان ان کے سامنے نرمی سے چھلکنے والے اور تواضع و انکسار سے پیش آنے والے اور کافروں کے مقابلے میں سخت مضبوط اور قوی جس سے کفار پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔

صحابہ نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں جب دیکھو رکوع سجدے میں پڑے ہوئے اللہ کے سامنے نہایت تواضع کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں۔ ریا و بتو کا شائبہ تک نہیں۔ میں اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش ہے۔ نمازیوں کی پابندی خصوصاً ہجرت کی نماز سے ان کے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہے گویا خشیت و خشوع اور حسن نیت اور اخلاص کی شغافیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہی ہیں حضرت کے اصحاب اپنے چہروں کے نور اور صوفیانہ چالی ڈھالی وضع قطع سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے تھے (فوائد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم)

بالفاظ دیگر اسلامی فوج کی کمانڈ ایسے بہادروں اور دلیروں کے ہاتھ میں ہے جو اپنے باؤشاہ کا ساتھ دل و جان سے دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ مفہوم والذین معہا سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ کتنا خطرناک منظر کیوں نہ ہو؟ ہلاکت کی بدلیاں سر پر منڈلا رہی ہوں۔ موت کی بجلیاں ہر سمت اور ہر جانب کو ندی ہوں غوثی طوفان اُمنڈ کر آ رہا ہوا ایسا طوفان کہ لوگوں کی لاشیں مچھلیوں کی طرح تیری ہوں۔ تنواریں بچھیل آگ کی چمکا پیا ہر سارہی ہوں۔ اس سب کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ اور پر صحابہ جان تک پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے اور یہاں اس

عجوب کائنات کے پسینہ کا ایک قطرہ ٹپک پڑا وہاں ان جاننازوں کے خون کے فواروں سے زمین سرخ چادر اوڑھ لیتی تھی۔ صحابہ اپنے محبوب کی خاطر سر و سر کی بازی لگا دینے میں تامل نہیں کرتے تھے۔ اپنی جان پیش کرنے کو عین سعادت سمجھتے تھے۔ لیکن حضور صلعم کیلئے ایک کاٹنا چھیننے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایک واقعہ یاد آگیا۔ احد کی لڑائی میں ایک موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم والتسیم کافروں کے ہاتھوں میں گھر گئے۔ اس وقت آپ کے پاس حضرت طلحہ تھے۔ چاروں طرف تیر کی بارش شروع ہوئی حضرت طلحہ نے اپنی سپر سے تیروں کو روکتے تھے۔ دفعہ اچانک ان کے ہاتھ سے سپر گر گئی تو انہوں نے یہ خیال کیا اور سوچا کہ جتنی دیر میں سپر اٹھاؤں گا نہ معلوم حضور صلعم کے وجود و مسعود میں کتنے تیر پڑتے ہو جائیں۔ لہذا انہوں نے آنے والے تیروں کیلئے لپٹے ہاتھوں سے سپر کا کام لیا جتنے تیر آتے تھے وہ ہاتھ پر روکتے تھے۔ چنانچہ وہ ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا۔ آخر عمر تک اس ہاتھ مبارک نے کام نہ دیا بالکل بیکار ہو گیا تھا۔ اسی ہاتھ پر حضرت علیؓ کو سے دیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیا انقلاب پیدا کر دیا۔ اندیشوں اور کبر کیوں کے چرلے والوں کو ڈر دیا کا قاتل امداد نہ تھا نہ دیا۔

اکبر مرحوم نے خوب نقشہ کھینچا ہے وہ درشتانی نے تیری نظروں کو دریا کر دیا دل کو روشن کر دیا۔ آنکھوں کو دنیا کر دیا خود نہ تھے جو راہ پر دنیا کے ہاری ہی گئے کیا نظر تھی جس نے مرفوں کو مسکرا کر دیا بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو ہر بات خود کمال نہ رکھتے تھے عرب و اہل کو دیگر قومیں اپنا مقام بنانا بھی نہیں نقصان کرتی تھیں۔

لیکن حضور سرور کائنات کی درگاہ میں جب داخلہ لیا اور زانوئے تلمذ کو طبعاً حضور پر نور صلعم نے وحدت کا رنگ چڑھایا پھر حالت یہ ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے اپنے اپنے انکیر تھے لیکن فارخ انصیل ہوئے تو یہ یقین کا تاج پہن کر درگاہ سے نکلے حضرت عمرؓ کو حضور کا سر لینے آئے تھے لیکن چاند سا کھڑا دیکھتے ہی وہ

بقیہ نصرت نبوی (ع)

کی طرف سے حیرت پر ایک حاکم اعلیٰ امور کو متعلقہ کے انتظام کے لیے امور تھا۔ حیرہ کے انجام پر تمام گروہ نواح کے بلدیات و قصبات کا دار و مدار تھا۔ اکثر اطراف کے منتظمین بلدیہ و قصباتی انتظام میں تھے کہ حیرہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔ اہل حیرہ نے صلح ہی میں عافیت سمجھی اور بڑے گھٹکے سے مصالحت ایاس بن عبیدہ اور عمرو بن عبدالمسح (عیسائی) کو منتخب کیا۔

عمرو بن عبدالمسح کی عمر کئی سو سال کی تھی۔ اس کا لقب ابن بقیہ تھا (عبدالمسح ایک سو تیس چاندیں اور طے ہوئے تھا اس لئے لوگ اسے ابن بقیہ کہنے لگے۔ کیونکہ عربی میں سبزی اور ترکاری کو بقیہ کہتے ہیں)۔

عمرو بن عبدالمسح حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ایک قبیلہ تھی۔ حضرت خالد نے پوچھا یہ کیا ہے اور کہاں سا تھا کیا ہے۔ اس نے جواب دیا یہ سیم ساعدہ ذی القدر کا گروہ تھا (پس) ہے۔ عمرو بن اس لئے ساتھ لایا تھا کہ اگر تم لوگوں کے حالات ایسے نہ دیکھنا جیسے اب دیکھ رہا ہوں تو میں اپنی قوم کے واسطے کسی گروہ بات کا مسئلہ اور قریب نہ ہوتا۔ بلکہ نہ کہہ کر ہلاک ہو جاتا حضرت خالد نے نہ کہہ کر اپنی پہچان پر رکھ کر فرمایا۔ رہا جان لےشیں ان عیثیت الیہا ذن اللہ کہ سب باؤم و جلا رکوی مر نہیں سکتا غیر اللہ کے حکم سے لکھا ہوا ہے۔ ایک وقت مقرب اللہ نہ کوئی سے بدوین حکم الہی اتہ کرتی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے یہ دعا پڑھی یا سم اللہ خیر الاسماء رب الارضین والسماء الذی لا یضر مع اسماء داود الرحمن الرحمن اللہ اللہ اللہ نکل لیا۔

ابن بقیہ نے گیا ایک ہیئت ائیر اور تعجب خیز بات دیکھی تھی مگر وہ خود مقرب تھے کہ کار اور عالم تھا۔ اس نے حضرت خالد سے کہا کہ اللہ لعلی صا اس وقت ماہراحد منکر ہکذا (قسم ہے خدا کی تم میں ایک بھی جب تک ایسا رہے گا تم اپنی مراد کو پہنچتے ہو گے) عمرو اہل حیرہ سے مخاطب ہوا کہ میں نے آج تک زندگی میں ایسی واقعہ اور خبر من اشمس بات نہیں دیکھی۔ بعد ازاں ابن بقیہ نے حضرت خالد سے ایک سالہ محصول میں کر کے صلح کر لی کہ اہل حیرہ کی جان و مال کی محافظت میں مسلمانوں کے کی جائے گی۔

اہل حیرہ کے ساتھ صلح ہوئے ہی تمام گروہ نواح کے بلدیات و قصبات کے منتظمین نے اپنے اپنے علاقہ کی طرف سے صلح کی پیشکش کر دی۔

چنانچہ حیرہ حیدری کا مصنف یوں نقل کرتا ہے عمرو بن مسعود کا تاثر یہ تھا۔

کہ میں انچہ دیم زیارانہ ازل سرکف جان نارانہ کردارند پاس شہر خود جنیں بسا پند بر نقش پایش جنیں تھکر اندازہ اب دم من ہراں آب حوں سے کنہ جن سے ہر آب و فیض نرا سے کند

کہ خواہت بر سر ہائے ہم بکنند
عروہ اپنا تاثر خود کے سامنے پیش کر رہا ہے کہ میں نے محمد علی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں وہ چیز دیکھی جو کسی بادشاہ کے حدام اور رعیت میں نہیں دیکھی۔ وہ اپنے آقا و مولیٰ کے نقش پایہ پر اپنی جبین دنگاتے ہیں اگر تھوکتے ہیں تو سب کو نہ ملنے کی وجہ سے تھکر گئے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ فراتے ہیں تو ہر ایک لینے کی خواہش کرتا ہے۔ یہ بقیہ اور حوں کی وجہ سے خون بہنے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے (باقی آئند)

بقیہ حکم آریانی کے آخری مشعل بردار

معاملات کے برخلاف پھر اس واپس نہیں لی جاتی۔ پس ثابت ہوا کہ یہ کتاب احکام الہی ہمیشہ ہمیشہ اس امت میں باقی رہے گی اور اسبق شریعتوں کی طرح واپس نہیں لی جائے گی۔

لیکن چونکہ تحریک انسان کے خیر میں شامل ہے اگر وہ گزشتہ شریعتوں کی طرح موجودہ شریعت میں تحریف نہیں کر سکتا۔ اور "فاتل ما اوحی الیہا من کتاب ربک لا یبدل لکلمات" (دشاع ۱۶) کے مطابق اس میں تبدیلی کا امکان نہیں پاتا تو کم از کم اس کے مفہوم میں مختلف تاویلات کے حدود اللہ میں رضا ندرازی کرتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نئے نئے فرقے ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ مگر خدا و رایت اور دفع اختلاف کے لیے کتاب اللہ ہر وقت موجود ہے رسول اپنے ہمراہ نئی شریعتیں لاتے تھے اور انبیاء ان تحریفوں کا انکار کرتے تھے جو رسول کی وحی کے بعد ان کی شریعت میں پیدا کر لی جاتی تھیں اللہ تبارک تعالیٰ نے خود آخری شریعت کا محافظ بن کر تحریفات کی راہیں مسدود کر دیں۔ کامل ترین شریعت کی موجودگی میں کسی تازہ شریعت کی ضرورت نہ رہی لہذا بعثت انبیاء و رسل کا سلسلہ اس کے بعد منقطع ہو گیا۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ظاہر ہے۔
و ما کان من محمد

(ب ۲۲ ع ۲)
گو گو محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور کل جنیوں کے آخر میں ہی اور اللہ تمام چیزوں سے آگاہ ہے

ہر گز سے سبق سکھایا گیا کہ خارق اعظم کا خطاب حاصل کیا۔ حضرت عثمانؓ نے کیا تھے؟ لیکن انیسم رسول کا کیا ہوا اثر ملاحظہ ہوا اتنی استعداد پیدا ہو گئی۔ اپنی صاحب زادوں کے رشتے کے لیے نگاہ انتخاب حضرت عثمانؓ پر پڑی۔ ایسی پڑی ذی القدر میں کا سہرا سر پہ باندھا گیا۔ حضرت علیؓ جب بارگاہ رسالت میں پہنچے تو اسد اللہ خدا کا شہر خطاب ملا۔ خالد بن ولیدؓ سیف من سیوف اللہ کا بارگاہ قرار کر گئے۔ انصر علیؓ صاحب کرام کی رات نبوت کے مظہر یعنی آئینہ بنے۔

صحابہ کرام کے کیا کیا اوصاف بیان کئے جائیں۔ اور کیسے ہو سکیں۔ جب خود خلائق کو ان و مکان ان کا مداح ہے پس اتنا سمجھو کہ حضور علیہ وسلم محبوب تھے اور صحابہ ان کے سچے عاشق تھے۔ وہ اشع محفل تھے۔ تو صحابہ شمع نبوت کے پروانے تھے۔ وہ چاند تھے۔ صحابہ ستارے تھے۔ مختصر یہ وہ پیارے نبی تھے۔ یہ اُس کے پیارے صحابہ تھے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عندا ان کی رضوان کی مرضی میں جذب۔ ان کی تمنا میں آرزو میں خواہشیں جناب کی مراد میں پیوست ہونے لگی تھیں۔ یہاں تک خود محبوب کو کہنا پڑ گیا۔ اللہ فی اصحابی من احبہم فحبی احبہم و من اللہ فحبی اللہ فحبی اللہ فحبی (اللہ میرے اصحاب کے کیا کہنا جس نے ان سے محبت کی۔ پس وہ میری محبت کی وجہ سے اور جس نے ان سے عداوت رکھی میری ہی عداوت کی وجہ سے)

ایک اور شہادت غیر مسلم کی زبان سے ہے۔ سیل نامی مؤرخ انگریز نے اپنے رسالے میں لکھا ہے۔ یا ہے۔ محمد علی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں بیٹھے یوں معلوم ہوتے تھے جس طرح چرخوں کا چاند اور صحابہ ستاروں کی طرح نظر آتے تھے۔ شاعر نے اپنے شعر میں اسی مقبول کہ یوں بیان کیا ہے

وہ یوں اصحاب تھے جن سے جس طرح ہر جاندار اپنے مصنف کمال کو لکھتا پڑتا ہے۔ اپنے رسالے میں ایک اور شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔
یوں تھے صحابہ میرے پیغمبر کے سامنے تارے ہیں جس طرح ماہ اوز کے سامنے

ایک اور شہادت غیر مسلم کی زبان سے ملاحظہ ہو۔ یہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار مکہ کا سفیر عروہ بن مسعودؓ جس حالات اور نقص واقعات کے لیے آیا۔ یہاں آکر صحابہ کرام کی اطاعت جان ندری اور جابجائی فریفتگی اور شیفگی دیکھ کر اس کی عقل و نگہ رک گئی حالت یہ تھی کہ حضور علیہ وسلم تھے کہتے ہیں تو صحابہ زمین پر نہ پڑنے دیتے۔ تھے لا عقل ہاتھ سے لیتے تھے۔ ورنہ کاپانی زمین پر گر نہ تھیں دیتے اتنا اثر و دام اور ہجوم ہو جاتا تھا۔ اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا کہ جنگ نہ ہو جائے۔

ایک عہد

(از جناب قاری محمد ابراہیم صاحب لاہور)

اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا
(عہد پورا کرو۔ بیشک عہد کے مستحق سوال کیا جاتا ہے)
ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ کا سادہ دربار خلافت سرگرم انصاف و عدل تھا۔ اکابر و محتاج موجود تھے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو رہے تھے۔ ایک ناگاہاں ایک غریب نوجوان کو عدلیہ نوجوان پکڑے ہوئے لائے۔ اور فریاد کی۔ کہ یا امیر المؤمنین اس ظالم سے ہمارا حق دیا جائے۔ اس لیے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا ہے حضرت فاروق نے اس نوجوان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یہاں دونوں کا دھوکے تو تو سن چکا۔ اب بتا تیرا کیا جواب ہے۔

اُس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ضرور ہٹا ہے۔ اندر میں نے طیش میں آکر ایک پتھر کھینچ کر مارا۔ جس کی ضرب سے وہ بوڑھا اور ضعیف آدمی مر گیا ہے۔

حضرت فاروقؓ نے فرمایا۔ اگر تجھے اعتراف جرم ہے۔ تو اب تمنا صلاصلا ملامت ہو گیا اس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہوگی۔

نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا۔ مجھے امام کے حکم اور مشرعت اسلام کا فتوے ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن ایک درخواست ہے ارشاد ہو وہ کیا۔ عرض کیا میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے جس کے لئے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تھا۔ اور وہ میرے سپرد کر گئے ہیں۔ کہ جب وہ بالغ ہو تو میں اس کے سپرد کر دوں۔ میں نے اس سونے کو ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا ہے۔ اس کا حال سونائے میرے کسی کو معلوم نہیں۔ اگر وہ سونا اس کو نہ پہنچا تو قیامت کے دن میں ذمہ دار ہوں گا۔ اس لیے اتنا چاہتا ہوں کہ مجھے تین دن کے لیے ضمانت پر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت فاروقؓ نے اس بارہ میں سر جھکا کر دعا غور فرمایا۔ پھر سر اٹھا کر ارشاد فرمایا۔

”اچھا کون ضمانت دے گا کہ تو تین دن کے بعد تکمیل تمنا صلاصلا کے لئے چلا آئے گا۔“
فاروق اعظم کے اس ارشاد و فیض نے پورا اس

نوجوان نے چاند طرف دیکھا اور حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی اور پھر ابوذر غفاری کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا۔

”یہ میری ضمانت دیں دیکھئے“

حضرت فاروقؓ نے پوچھا۔

”ابوذر تم ضمانت دیتے ہو۔“

انہوں نے عرض کیا۔ ہاں میں ضمانت

دیتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن کے بعد

حاضر ہو جائے گا۔“

یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تھی کہ حضرت فاروقؓ نے بھی راضی ہو گئے۔ دونوں مدعی نوجوانوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تھا۔ حضرت فاروقؓ کا دربار استوار قائم ہوا تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے وہ دونوں نوجوان مدعی بھی آئے۔ حضرت ابوذر بھی تشریف لائے۔ وقت مقررہ پر مجسم کا انتظار کیا جانے لگا۔ وقت گزرتا جاتا ہے۔ مگر اس جرم کا پتہ نہیں۔ صحابہ میں ابوذر کی نسبت تشویش پیدا ہونے لگی۔

دونوں مدعیوں نے بڑھ کر کہا

”اے ابوذر تمہارا جرم کہاں ہے“

انہوں نے کمال استقلال اور ثابت قدمی سے جواب دیا۔ اگر تیسرے دن کا وقت مقررہ گزر گیا اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم میں اپنی ضمانت پوری کر دوں گا۔“
حضرت فاروقؓ نے بھی سنبھل کر بیٹھے اور فرمایا۔
”اگر وہ نہ آیا تو ابوذر کی نسبت دی کا بدائی کی جائے گی۔ جس کی مشرعت اسلام و متقاضی ہوگی۔“

یہ سنتے ہی صحابہ میں تشویش پیدا ہو گئی۔ بعض ابدیدہ اور بعض کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ جبکہ وہ کہہ رہے تھے کہ لوگوں نے دونوں مدعیوں سے کہنا شروع کیا کہ تم خون ہسا قبول کر دو۔

انہوں نے قطعی انکار کر دیا۔ اور کہا کہ۔

”ہم خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں۔“

عرض لوگ اسی پریشانی میں تھے کہ ناگہاں وہ مجرم نوجوان منہ دار ہوا۔ مگر اس حالت میں کہ سینہ میں ڈوبا ہوا اور سانس بھری ہوئی تھی وہ سپردھا حضرت

فاروقؓ کے سامنے آیا۔ خرد بینائی سے سلام کیا اور عرض کیا۔

”میں نے اس بچہ کو اس کے ماموں کے

سپرد کر دیا ہے۔ اور اس کی جائداد انہیں

بتا دی ہے۔ اب آپ خرا اور رسوں

کا جو حکم ہو اسے بجا لائیں۔“

اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔

”اے امیر المؤمنین! خدا کی قسم

میں نہ جانتا تھا کہ یہ کون ہے۔ اور

کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور نہ اس روز

سے پہلے بھی اس کی صورت دیکھی تھی۔

مگر سب کو چھوڑ کر جب اس نے مجھے

اپنا ضامن بنایا تو مجھے انکار نہ ملا

مررت معلوم ہوا۔ پھر اس کے بشرے

نے مجھے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے

عہد میں سچا ہوگا۔ اس لیے میں نے

ضمانت دیدی تھی۔“

اس کے حسب وعدہ حاضر ہو جانے پر حاضرین میں ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تھا کہ وہ تو مدعی نوجوانوں نے بخوشی عرض کیا۔

”امیر المؤمنین! ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا۔“

سب طرف سے نعرہ ہلے مسرت بلند ہونے لگے۔ حضرت فاروقؓ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا۔

”مدعی نوجوانو! تمہارے باپ کا خون ہم بیت المال سے ادا کر دوں گا۔ اور تم اپنی آنسو نیک نفسی کے باعث اس سے فائدہ بھی اٹھاؤ گے۔“
انہوں نے عرض کیا۔

”امیر المؤمنین! ہم اس حق کو جس نے خدا کی خوشنودی کے لیے معاف کر چکے۔ لہذا اب ہمیں کچھ لینے کا حق نہیں ہے اور نہ لیں گے۔“

فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِي الَاْبْصَارِ

ماں باپ کا ادب

(حدیث)

اک دن نبیؐ نے حلقہ احباب میں یہ لفظ دہرائے تین بار کہ ”ناک“ اس کی کٹ گئی احباب نے کہا کہ یہ کج بخت کون ہے تو قیر جس کی حضرت باریؐ میں لکھ گئی ارشاد یوں ہوا کہ وہ فردید ناخلف گھر جس کے جنت آبی آودا کہ پلٹ گئی ماں باپ کا جسے نہ ٹرھایے میں بوخیال اس ناسعد بیٹے کی قسمت اُلٹ گئی

مورینا ظفر علی خاں

حکایات الصالحین : مرشدنا و محمد منا حضرت خلیفہ

غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسین پوری ریاست جھارکھنڈ
حضرت حسین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے منقول حالات ہم ہفت روزہ خدام الدین کی اشاعت
مؤرخہ ۱۰ جون ۱۹۵۵ء (۱۰ جون ۱۹۵۵ء) کا نمبر ۱۲۸۷ (۱۲ جون ۱۹۵۵ء) میں شائع ہوئے۔
طریق اور ہر حرکت میں اجازت سنت کا رنگ غالب تھا۔ آخر تک ہدیہ ناظرین کو چکے ہیں۔
ان کے مطلق چند ایک امور یہ تھے جن کو ہم آج کی اشاعت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔
حضرت کے والد ماجد کا نام ہم اشاعت مؤرخہ ۱۰ جون میں درج نہیں کر سکے۔ کیونکہ
ناظرین ان کے خدام میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا۔ لاحالہ ان کے صاحب زادہ
میاں عبداللہ صاحب کو لکھنا پڑا۔ وہاں سے جواب دیر میں آیا۔ اور پھر یہ سلسلہ کچھ
عرصہ کے لئے بند کرنا پڑا۔

آپ کے والد ماجد کا نام گرامی نور محمد خاں صاحب تھا۔ آپ کا وطن مالوہ موضع
مالاں (ضلع جھنگ) ہے۔ اس موضع کا نام آپ کے دادا عالم خاں کے نام پر ہے۔
یہ آپ کے خاندان کی ایک بہت بڑی موروثی جائیداد ہے جس کی کافی زمین دریا بہرہ ہو چکی
ہوئی آپ کے قریبی رشتہ دار اب بھی رہائش پذیر ہیں۔ حضرت ایک چودہ سال کی عمر میں
میاں خاں فرمایا۔ طرح سن ولادت ۱۸۸۲ء نکلتا ہے۔ کہ باپ کا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت
آپ کی عمر مبارک ۳۱ سال کے قریب تھی۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت حافظ محمد صدیق
صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بھوپالی شریف) کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے بعد
حضرت کی طبیعت کو کراہی کی طرف زیادہ مائل ہو گئی۔ اس لئے معلوم ظاہری میں تکلیف ہو
سکی۔ لیکن آپ نے ایک عالم حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کو مقرر فرما رکھا تھا۔ جو
صحیح آپ کو دوسرے شہر ان اور نماز عصر کے بعد بخاری شریف سناتے تھے۔ باقی جماعت
بھی دونوں اوقات میں مستفید ہوتی۔ پھر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مرحوم کا اپنی
ایک صاحب زادی سے عقد کر دیا۔ علوم ظاہری کی کمی اس طرح پوری ہو گئی۔ اس کے
باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت سے مالا مال فرمایا تھا۔ حکمت کے مطلق اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے کہ مَن يُهْتَمُ بِالْحِكْمَةِ أَزِيدْهُ خَيْرًا كَثِيرًا - دسودۃ النساء ۵۴
پارہ ۴ (جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو بہت زیادہ بھلائی دی گئی) اس بناء پر نظام
کی اصلاح نہایت دلنشین طریقہ سے فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کسی کو کوئی چیز عطا ہو رہی
ہوتی۔ اور لینے کے لئے آیا یا ہاتھ بڑھانا تو دست مبارک اس چیز سمیت پیچھے ہٹا دیتے۔ زبان
مبارک سے کچھ نہ فرماتے۔ اگر لینے والا سمجھتا رہے تو دوسری دفعہ ہی حضرت کا مقصود
پورا ہو جاتا اور وہ دایاں ہاتھ بڑھا کر لیتا۔ بعض بے تجربوں کے ساتھ تو حضرت کو کئی
دفعہ ہاتھ بڑھانا اور واپس ہٹانا پڑتا۔ تب ان کو حضرت کا علم معلوم ہوتا۔ خیال فرمائیے کہ
اس طرح سے جس خادم کی تربیت ہوگی وہ عمر بھر کبھی ایسی غلطی کر سکتا ہے۔ محمد منا
حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم اکثر فرمایا کہ میں کبھی پہلے وارٹھی کرتا یا کرتا
تھا۔ ایک دفعہ میں حضرت کے حضور میں بیٹھا تھا۔ کہ آپ نے میری وارٹھی میں اپنے دست
مبارک سے خال کرنا شروع کر دیا۔ میں سمجھا کہ حضرت چاہتے ہیں کہ انہوں میں وارٹھی کرتا یا چھوڑ
دوں۔ اس وقت سے میں نے وارٹھی کو کبھی سے گھڑانا چھوڑ دیا ہے۔ حضرت بھی پہنچی ہنسی
استعمال فرماتے تھے۔

یہ ایک مرتبی میں جنہوں نے چالیس سال تک محمد منا مولانا احمد علی صاحب کی تربیت
فرمائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دین کی خدمت کی جو توفیق فرمائی۔ اس سے ہندوستان
کا ہر مسلمان آشنا ہے۔ آپ کے دوسرے مرتبی محمد منا حضرت سید تاج محمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ (امروٹ شریف ضلع سکھر) ہیں اب ہم ان کے مختصر حالات ہدیہ
ناظرین کرتے ہیں۔

مرشدنا و محمد منا حضرت سید

سید تاج محمد صاحب امروٹی رحمۃ اللہ علیہ

مؤرخہ ۱۰ جون ۱۹۵۵ء

آپ کا اسم گرامی سید تاج محمد صاحب ہے۔ مزاج
نام ولایت :- گرامی بڑا جلالی تھا۔ اسلام کے خلاف ذرا سی بات بھی
برداشت نہ فرماتے تھے۔ انگریز کا نام سنتے ہی غصہ سے سرخ ہو جاتے تھے۔ والد
محترم کا نام نامی سید بہلول شاہ صاحب ہے۔ بہلول کے معنی مسندھی میں بہت
خوبصورت ہے۔ والدین نے پیار سے آپ کا یہ نام رکھ دیا تھا۔

اصل وطن :- امروٹ تحصیل روہڑی ضلع سکھر ہے۔ لیکن آپ کے
وطن مالوہ :- بزرگ انتقال مکانی کر کے دیوانی ریاست خیرپور میں
آباد ہوئے تھے۔ سندھی میں امرا کے معنی اڈا کر آگئے۔ چونکہ اس گاؤں کے لوگ آگئے
ہو کہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگوں پر اڈا کر آگئے تھے۔ اس لیے اس گاؤں کا
نام امرا پڑ گیا۔ اسی وجہ ان کو انتقال مکانی کر دیا۔

تخلیص علم :- بچپن میں مقام ہماچل پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ کے
بعد وہاں سے مولانا عبدالقادر صاحب مرحوم کے پاس بیٹھواری تحصیل
روہڑی میں تشریف لے آئے۔ پھر ضلع مٹان میں کسی عالم ربانی کے ہاں تعلیم پاتے رہے۔
دیوبند کی وفات کے بعد مٹان سے واپس تشریف لائے۔ اس دور میں تحصیل علم فرما
چکے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عالم بھی تھے۔ آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ سندھی زبان
میں کیا۔ جس کو حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی اب چھٹی بار چھپوا رہے
ہیں۔

تلاش مرشد :- آپ جب گاؤں میں ہی تشریف فرما تھے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے
کا بے حد شوق تھا۔ اسی شوق میں آپ چنیوٹ ضلع جھنگ میں ایک عورت کے ہاں
بھی تشریف لائے۔ آپ جب اس کے ہاں پہنچے تو وہ ایک شخص کے گھر پر
سوار تھے۔ آپ کو دیکھ کر اس نے فرمایا۔ "دوست آگیا" اس کے بعد اس چھوٹی
ایک شخص جوان کے پاس بیٹھا ہوا تھا فرمایا کہ تیرے پاس جتنا پیسہ ہے وہ مجھے دے دے تاکہ
میں اپنے دوست کی دعوت کر سکوں۔ حضرت کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ مانگے گئے
روپیہ سے بچائی ہوئی دعوت کھائیں۔ اس لئے آپ نے انکار کر دیا۔ اس جذب
کے اشارہ فرما رہے ہیں کہ آپ سندھ سے فیض حاصل ہو گئے۔ حضرت گھر واپس تشریف لے
آئے۔

حضرت کے آٹا ابدال سے ایک ذیلیہ آپ کے پاس چلا آتا تھا۔ آپ اس
کو پڑھتے رہتے تھے۔ اس کی برکت سے آپ کو ایک رات خواب میں مرشدنا حافظ
محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ آئے۔ آپ ان کی خدمت میں بھر چڑھی مثنوی حاضر
ہوئے۔ اللہ کے فضل سے ڈھائی ماہیں تکلیف ہو گئی۔ اور مجاہد ہو کر مرشد کے حکم سے
امروٹ شریف میں قیام فرمایا۔

بچپن میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ہی کے زیر سایہ اذکار میں مشغول
رہے۔

آپ حضرت حافظ محمد صدیق صاحب کے بارہ خلفاء میں سے ایک ہیں۔ آپ
اپنے مرشد کی اجازت سے سلسلہ قادریہ راشدی میں بیعت فرماتے تھے۔ آپ کے
مریدوں کی تعداد سندھ میں بکثرت موجود ہے۔ قادری خاندان کے دستوں کے مطابق
آپ کے ہاں بھی ذکر باجمہر ہوتا تھا۔

(باقی آئندہ)

سفر نامہ مقامات مقدسہ

(۱۱)

استانبول یا قسطنطنیہ

از جناب خان عبدالحمید خان خٹا خیل قزوینی صاحب لکھا

بڑی گاڑی میں جگہ نہ رہی تو انھوں نے ہم تینوں کو ایک علیحدہ ٹیکسی دے دی۔

مسجد ابا صوفیہ :- ہماری کار مختلف ہوئی پہلے مسجد ابا صوفیہ پہنچی جو اب ایک عجائب گھر میں تبدیل کر دی گئی ہے۔

جب سلطان محمد دوم نے استنبول کو فتح کیا تو ابا صوفیہ عیسائی حکومت کا سب سے بڑا گرجا تھا۔ یہ گرجا شہنشاہ کانستانتائن اعظم نے ۳۶۰ء میں تعمیر کروایا۔ لیکن دود فہ یہ گرجا آگ لگنے سے برباد ہوا۔ اور دوبارہ اس کی تعمیر ہوئی۔ دوسری دفعہ اس کی تعمیر بازنطینی شہنشاہ جسٹینین نے کی۔ کہا جاتا ہے کہ اسکی تعمیر کا کام چھ سال تک جاری رہا اور دس ہزار کاریگر اور نگران اس کام پر لگے رہے۔ ۱۴۵۳ء میں یہ عمارت دوبارہ مکمل ہوئی اور اس وقت سے لے کر ۱۹۵۳ء تک عیسائیوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ سمجھی جاتی تھی۔ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح نے جب قسطنطنیہ کو فتح کیا تو ابا صوفیہ کے گرجا کو مسجد میں اس طرح تبدیل کر دیا کہ مؤذن کے لیے ایک کونے میں مینار تعمیر کروایا۔ چھت اور دیواروں پر جو تصاویر بنی تھیں ان پر پلٹر کر دیا۔ اب یہ عمارت ابا صوفیہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے بعد آنے والے سلاطین نے اس میں کئی مینار اور گنبد تعمیر کرائے۔ خلفائے ترکی کے عہد میں اس جامع مسجد میں سلاطین نماز ادا کرتے تھے۔ اس مسجد کا سب سے بڑا گنبد ایک سو سات ستونوں پر کھڑا ہے۔ ہر ایک ستون ۸۰ فٹ بلند ہے۔ گنبد کا قطر بھی ۷۰ فٹ ہے جس میں روشنی کیلئے بڑے بڑے پتیل کے فانوس زنجیروں سے لٹکے ہوئے ہیں۔ جب جہوز یہ ترکیہ کی بنیاد پڑی تو تا ترک نے یہاں اور اصلاحات رائج کیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ اس وسیع و عریض نادر تاریخی مسجد کو عجائب گھر میں تبدیل کر دیا۔

اس کے بعد دیگر تاریخی مقامات :- ہم سلطان احمد

کی مسجد میں گئے۔ وہاں سے بائزید کا چوک جو پڑانے شہر میں واقع ہے اس کی طرف آئے۔ یہاں سے گذر کر سلیمان مسجد اور ایڈریانویل گیٹ تک گئے۔ ایڈریانویل ترکی کا مشہور تاریخی مقام ہے جہاں کسی زمانے میں ترکوں نے روسیوں کا بہت بے باکری اور جوانمردی سے مقابلہ کیا تھا۔

مار جون عظیم کو بیروت سے ہوائی جہاز پر سوار ہو کر شام کے بعد استانبول پہنچ گئے۔ شہر ہوائی اڈے سے بیٹن میل کے فاصلے پر ہے۔ پولیس ہوٹل میں قیام کیا۔ گھر سے صاف سٹریٹ۔ ادھر نیچے آنے والے کیلئے لفٹ پر کمرے میں ٹیلیفون۔ استقبالی دروازہ لفٹ اور کمرے کے باہر کام کرنے کے لیے پندرہ پندرہ سولہ سال کے خوب روٹ کے چھت اور مستعد۔ لیکن مشکل ہو چکی کہ وہ صرف ترکی زبان جانتے تھے۔ ان سے حرف درعا بیان کیا جائے تو کیسے۔

زبان شورخ من ترکی و من ترکی نمی دانم صرف ہوٹل کا منیجر اور ایک قبائلی لٹری انگریزی زبان سے واقف تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنے والے اور کھانے پینے میں کافی دقت ہوئی۔

ہوائی اڈے پر اترتے ہی سڑکی سسٹم سے سرکاری طور پر ترکی سسٹم تبدیل کرنے کے لیے انگریزی سڑنگ پونڈ کے ساتھ ترکی پونڈ (لیرا) ملتے تھے۔ مگر ہوٹل والوں نے کہا کہ ہم پرائیویٹ طور پر آپ کو پندرہ پونڈ (لیرا) دیں گے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ مارکیٹ میں سترہ پونڈ بھی مل جاتے ہیں۔ ہم نے بیروت سے چلتے وقت احتیاطاً ایک سڑنگ پونڈ ترکی سسٹم میں تبدیل کر لیا تو اس کے پینے پونڈ مل گئے تھے۔ اس سے سڑنگ پونڈ کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو گیا۔ یہاں بعینہ وہی صورت نظر آئی۔ جو ہندوستان اور پاکستان کے سرکاری اور غیر سرکاری زب تبادله کے سلسلے میں عمل پذیر ہے۔

چونکہ ریلوے اسٹیشن اور ساحل سمندر ہماری قیام گاہ کے قریب ہی تھے۔ اس لیے عشاء کی نماز کے بعد ان کی سیر کی اور واپس آکر سو رہے۔

استانبول اور یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں جہاں مس لگ کمپنی اور اس کے علاوہ کئی اور کمپنیوں نے سیاحوں کی سہولت اور آرام کے لیے بڑے بڑے موٹر کوچ بنوائے ہوئے ہیں۔ جن میں میں بھی آدھی باسانی بیٹھ سکتے ہیں۔ ان گاڑیوں میں مختلف زبانیں جاننے والے گائیڈز (میر) مسافروں کو ساتھ لے کر مختلف مناظر اور تاریخی مقامات کی سیر کراتے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی مختصر حقیقت بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔ مار جون کو صبح نو بجے انگریزی جاننے والے گائیڈ کی صحبت میں مقام نک والوں کی دہلی میں ہوس سے لینے آگئی۔ لیکن یہاں امریکن سیاح کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ جن میں اکثر عورتوں کی تھی۔

اب ایک بجے کا وقت تھا۔ ہم واپس ہوٹل کی طرف ہو لیے۔ اگرچہ پنجاب کی سی گری نہیں ہوتی لیکن استنبول میں بھی اس موسم میں کافی جنس ہوتا ہے۔ اور ہوٹل کے آرام دہ کمرے ایک نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتے تھے۔ کھانا کھایا۔ نماز پڑھی اور کچھ دیر کے لیے سوتا گئے۔ دھانی نیچے ہم سیر گولیا کی طرف موٹر میں روانہ ہوئے یہاں سلاطین ترکی کے محلات ہیں۔ یہ باسفورس کے کنارے پر واقع ہیں۔ کبھی بڑے بڑے بادشاہان محلات میں جانا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ یہ قلعہ نما عمارات سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہیں۔ جن کے دیوار زبان حال سے صدیوں کی تاریخ سناتے ہیں۔

یہ عمارات نہایت خوبصورت اور دلربا ہیں۔ ایک طرف گولڈن ہارن پہاڑی ہے اور دوسری طرف بحیرہ اسود کا چٹا چٹاں مارتا ہوا سمندر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ محلات سمندروں۔ سبز داروں اور پہاڑوں پر حکمران ہیں۔

دنیا کا سب سے بڑا مسقف بازار

اس کے بعد ہم بڑے مسقف بازار (دی گرٹ کوڈرڈ الز) کی طرف چلے۔ استنبول کا یہ بازار نہ صرف ایشیا بلکہ تمام دنیا میں بڑا لگتا جاتا ہے۔ کوئی ایک میل کے دور میں ہے اور اس میں غالباً ساڑھے چار ہزار دوکانیں ہیں۔ یہ دوکانیں اگرچہ چھوٹی چھوٹی ہیں لیکن ان میں دنیا کے ہر گوشہ کی چیز مل سکتی ہے۔ یہاں کے دوکاندار اپنے ہاں نوادرات کے مجموعے رکھتے ہیں جس میں زار ووس شہنشاہ آسٹریا اور قیصران جرمنی کے محلات کا سامان موجود ہے۔ ہزاروں انواع و اقسام کے شیشے مٹی اور چینی کے بنے ہوئے برتن۔ فرانسیسی فیٹے۔ ایرانی نواد۔ مذہبی تبرکات۔ قالین۔ سجاڑ۔ فانوس غرضیکہ ہر شے جس کا تصور بھی آپ کر سکیں اس بازار میں موجود ہے۔ ہر ملک کا انسان مریخ۔ فرانسیسی۔ انگریز۔ روسی۔ چینی۔ جاپانی۔ پاکستانی۔ ہندی۔ مصری۔ اٹالوی۔ عربی۔ شامی آپ کو یہاں نظر آئے گا۔ لاکھوں نہیں۔ کروڑوں روپے کا کاروبار ہوتا ہے۔ تجلیں مغربیوں جیسا گاہک دیکھتے ہیں۔ ویسے ہی چھانسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں سے کوئی چیز خریدنا کافی ہوشیاری اور عقلمندی چاہتا ہے۔ میری اہلیہ نے اتفاقاً ایک ادنیٰ سوٹر دیکھا۔ تو لیڈی دوکاندار نے جھٹ اسے پہنوا کر ماشاء اللہ کہہ کر ہمارے بلا پیش کر دی۔ شرم حضوری کے باعث اس کے پیٹیس روپے ادا کر دیئے۔ لیکن سوٹر درحقیقت پندرہ روپے سے زیادہ کا نہ تھا۔

بازار میں تو وہ خلسہ اور ہول کثرت سے ہیں۔ اور گاہکوں کا جہوم و تقدر کہ یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ اسکی اپنی پلیٹ سے کھانا کھا رہے ہیں یا کسی دوسرے کی پلیٹ سے کیونکہ دوکان میں یا گاہک ہیں یا بیٹیس۔ بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے نچلا فرش کھڑکیوں کی آواز۔

گولڈن ہارن اور سمندر کی سیر

نماز عصر کے بعد گولڈن ہارن اور سمندر کی مقامات کی سیر کی۔ یہاں رات کے وقت نہایت ہی دلربا منظر ہوتا ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتوں۔ ہوٹلوں اور رہائش گاہوں کی روشنی اور بجلی کے فتنے سمندر میں بہت ہی جاذب نظر سماں پیدا کرتے ہیں۔ اور انسان بہروں دیکھتا ہے لیکن طبیعت سیر نہیں ہوتی۔

جس موٹر لائچ (دھانی کشتی) میں ہم سوار ہوئے اس پر تم کی جھنڈا ہمارا ہوتا تھا۔ ترکی جھنڈے کا رنگا مورخ ہے اور اس پر ہلال اور ستارے کا نشان بنا ہوا ہے۔ اس میں ہمارے علاوہ اور بھی مسافر سوار تھے۔ یہ کشتی بھی ساحل ایشیا پر آئی اور کبھی ساحل یورپ پر کہو کہ آبنائے باسنورس کے مشرق میں ایشیائی ترکی ہے اور مغرب میں یونین ترکی۔ کشتی سلطان عتف مسیحیوں پر مسافر اترتے تھے اور چڑھتے تھے۔ ہم سیر گولیو کے پاس سے گزرے جہاں سلاطین ترکی کے محلات سلطنت عثمانیہ کے عروج کا زمانہ یاد دلاتے تھے۔ ہر دو ساحلوں پر انگوڑ کی بیلین اور ان کے درمیان رنگارنگ کے چھل ل نہایت ہی دلربا منظر پیش کر رہے تھے۔

پہلے آہستہ آہستہ باسنورس کی آبنائے تنگ ہوئی گئی۔ اور جہاں ایشیا اور یورپ کے ساحلوں میں صرف نو سو گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے وہاں یورپین ساحل پر رو میل بھار یا سلطان محمد فاتح کا بلند اور مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے۔ اس کے بالمقابل دائیں طرف ایشیا کے ساحل پر بھی ایک قلعہ ہے لیکن چھوٹا۔ یہاں بحیرہ امرو سے آنے والے پانی کی مدد بہت تیزی سے بہتی ہے اور چھوٹی کشتی کا سنبھلنا مشکل ہو جاتا ہے۔

حضرت ایوب انصاریؑ

حضرت ایوب انصاریؑ کے مزار پر گئے۔ فاتح پڑھی۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ مدینہ منورہ میں انھیں ہی میرزا بنی کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ کے ہر انسان کی دلی خواہش تھی کہ حضرت آپ کے مہمان ہوں۔ آپ کو کسی کی دل شکنی منظور نہ تھی اس لیے فرمایا کہ جہاں اور جس گھر کے سامنے میری اونٹنی بیٹھ جائے گی۔ اسی کے مہمان ہوں گے۔ چنانچہ اونٹنی انھیں حضرت ایوب انصاریؑ کے مکان کے سامنے لے جا کر بیٹھ گئی۔ اللہ اللہ! کس مرتبے کے صحابی تھے۔ اور کس مقدس مشن میں جان دی۔ یہیں مغرب کی نماز باجماعت ادا کی اور عشاء کے قریب ہوئی میں واپس آئے۔

سلطان کاخزائنہ

۱۶ جون ۱۹۵۵ء پر وگرام کے مطابق ہم باقی مقامات دقت مفورہ پر نہ دیکھ سکتے تھے اس لیے علیحدہ ایک انگریزی دان گائیڈ کی محبت میں ایک ایک

لیکھ چلے تو سلطان کے خزانے کو دیکھا۔ جو دنیا کا سب سے بڑا خزانہ ہے۔ آل عثمان کے نوادرات جن میں سلیمان اعظم اور سلطان محمد کی جواہرات سے مرصع تلواریں۔ قیمتی ہیروں سے مزین زیورات۔ لباس۔ بگڑیاں۔ سریر کے چوغے کچھ اس انداز سے سجائے گئے ہیں کہ دیکھنے والے کی آنکھیں کھل کی کھل رہ جاتی ہیں۔ شہر کے اندر اور باہر سڑکوں کی سیر کی۔ اور دوپہر کا کھانا کھا کر آبنائے باسنورس کی سیر کو چلے گئے۔ جو سمندر کے راستے یورپ کو بحیرہ اسود سے ملاتی ہے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی اور کھانا کھا کر سو گئے۔

۲۰ جون۔ آج پھر ایک علیحدہ گائیڈ کو لے کر سقوط طری جاہل پھاری اور ایشیا کے چوک کی سیر کی۔ کئی بازار جو ابھی دیکھنے باقی تھے۔ ان کا چکر لگایا۔

سلطان محمد فاتح

اسٹانبول وہ شہر گو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے بہادران اسلام نے اس شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں ایک ہمج بھی گئی۔ جس میں حضرت ایوب انصاریؑ بھی شریک تھے۔ یہ وہی کرم صحابی تھے جن کے مکان پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت تک قیام فرمایا جب تک مسجد نبوی اور اس سے ملحقہ حجرے تیار نہ ہو گئے۔ حضرت ایوب انصاریؑ نے اسی مہم کے دوران میں قسطنطنیہ میں وفات پائی۔ مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

اس کے بعد کئی مہمیں گئیں۔ مگر اس شہر کی فتح کا سہرا تک سلطان محمد فاتح کی قسمت میں لکھا تھا۔ قسطنطنیہ نہایت محفوظ شہر ہے جس کی تین طرف تو سمندر ہے اور شمال کی طرف پہاڑیاں اس کی حفاظت کرتی ہیں۔ کیونکہ یورپی تو تین فرس جہاز رانی سے خوب واقف تھیں اس لیے سمندر میں ان کا مقابلہ آسان نہ تھا۔

سلطان محمد فاتح نے اس شہر کو فتح کرنے کیلئے بہت پہلے سے منصوبہ بندی کر کے اس کے گرد و نواح سے بحری واقفیت حاصل کر لی تھی۔ اس بہادر سلطان نے شہر میں داخل ہونے کے لیے دلدلی راستہ پسند کیا۔ اس نے اسی کشتیاں بنوائیں۔ جن کے پچھلوں پر جبہ بنی دی گئی تھی۔ ان کشتیوں میں مسلمان بہادر سوار ہو گئے۔ اور کشتیوں کو دلدل میں بہا دیا گیا۔ اس طرح اسلامی فوج بحیرہ منہ و مرسے کنارے پہنچ گئی۔ اور شہر پر حملہ کر دیا تھا قسطنطنیہ تقریباً ہوا مارا گیا۔ اور شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اُس وقت سے سلطان عبدالحمید کے عہد تک یہ شہر اسلامی حکومت کا صدر مقام رہا ہے۔ جب مصطفیٰ کمال نے دوسری جنگ عظیم کے بعد اتحادیوں سے ترکی کو آزاد کر لیا تو اسٹانبول کو محفوظ سمجھ کر اس کی بجائے انقرہ کو سلطنت ترکی کا دار الحکومت قرار دیا۔

ایک زمانہ تھا کہ قسطنطنیہ عالم اسلام کا مرکز خیال کیا جاتا تھا کیونکہ سلاطین عثمانیہ سلطنتوں کے قلعہ سمجھے جاتے تھے اور مسلمانان عالم ان کا پناہ گاہی پیشوا تسلیم کرتے لیکن دوسری جنگ عظیم میں ترکی و دیگر جنگ اور پاشا نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ یہ جنگوں کیلئے تباہی کا باعث ثابت ہوئی۔ اتحادیوں کی کامیابی کے ساتھ ہی سلطان ان کے قبضے میں آگیا۔ اتحادی حکومتوں نے عراق کو آزاد کر کے عراق۔ شام۔ نجد۔ حجاز اور فلسطین میں علویہ حکومتیں قائم کر دیں۔

مصطفیٰ کمال

اس وقت مصطفیٰ کمال نے انجمن ترقی وطن کی مدد گزائیوں کو شکست دیکر موجودہ ترکی کی بنیاد ڈالی۔ سلطان عبدالحمید خاں کو معزول کر دیا گیا اور جمہوریہ ترکیہ کا پہلا صدر نور مصطفیٰ کمال ہوئے جسے قوم نے اتار کر (ترکوں کا باپ) کا خطاب دیا۔ اتار کر اپنے ترک میں آنا بہ دلورز تھا کہ قوم کا ہر فرد اس کے اشارہ پر جان و دنیا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد حکومت میں مغربیت کو رواج دیا۔ اور کامیابی رنموات اور روایات یک قلم ختم کر کے سب ذیل اصلاحات نافذ کر دیں۔

چند ترکی اصلاحات

۱) مذہب اور کیا یعنی ترکوں نے سرکاری طور پر اعلان کر دیا کہ اسلام سرکاری مذہب نہیں ہے۔

۲) آئین کیپ جو ترکوں کا قومی نشان تھا محض قرار دی گئی اور اس کا پہننے والا مجرم۔

۳) خورتوں کو برقع پہننے سے قانوناً روک دیا گیا۔

۴) مغربی لباس ہر ترک کیلئے لازمی ہو گیا۔

۵) عربی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط ملک میں جاری کیا اور ہر ترکی باشندہ کو لاطینی سیکھنا ضروری ہو گیا۔

۶) قرآن مجید بھی لاطینی رسم الخط میں تبدیل کیا گیا۔

۷) تمام سیاسی جماعتیں غیر قانونی قرار دی گئیں۔

۸) صرف سرکاری جماعت ہی انتخاب میں حصہ لے سکتی ہے۔

نیشنل اسمبلی میں کوئی حرمیت خالص نہ تھی اور ۲ سال ایک کوئی

دوسری پارٹی نہ قائم ہو سکتی تھی اور نہ ہی وہ انتخابات میں حصہ لے سکتی۔ (۸) کوئی ایک کا دوبارہ قیام نہ گئے اور تجارت تقریباً سرکاری کردار میں آگئی۔

آج کا ترکی کسی عیسائی حکومت سے کم نہیں۔ ترکی میں

جائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی مغربی ملک سے گھر رہے ہیں۔ ترک ٹیوٹ میں ہر دین میں تو عورتیں یورپین لباس میں۔

شراب عام ہے۔ خود حکومت نے شراب کی کشید کا خزانہ تجارتی

نقطہ نگاہ سے جاری کر رکھا ہے۔ عجب بڑی دولت راہ اگر کجاست تاہم کجا

تاہم لوگ بڑے چاق و چوبند اور خوش ہیں۔ مردوں کے علاوہ

عورتیں بھی تمام معاملات ملک میں برابر کی سمجھ رہی ہیں۔ یہ کل ترکی

کے صدر جلال بایار ہیں۔ جو کچھ مدت ہوئی انہی مہم کے ساتھ

پاکستان بھی تشریف لائے تھے۔

۲۰ جون کی شام کو پونے سات بجے استنبول سے

آئی۔ اے۔ ای سروس کے ذریعے ہم یونان کے دار الحکومت آٹھن

کو روانہ ہو گئے۔ جہاں یونانی تہذیب کا مرکز ہے۔ (باقی دار)

بقیہ خطبہ (ملا سے لگے)

اوتارے فرض عبادت کی خوشی کا سبب مستقبل کا تصور
نفلن رح اللہ کی عبادت جس کا ذائقہ چکھا کر ایک طرف
نے کہا تھا۔

وہ چول چتر سبھی رخ بختم بیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سبزم
از آنکہ یا ختم خیر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز یک جو ختمی خستم
سچ ہے۔ اہل الہیل فی لیلة الحمد للہ من
اہل اللہو فی لہر الحمد

کافر کے اعمال میں کوئی وزن نہیں ہوگا

قد تاملے :-
أَوَلَيْكَ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا أَيُّهَا رَسُولُ اللَّهِ
يَتْلُونَ صُحُفًا مِمَّا تُنْزِلُ وَلَا يَفْقَهُونَ
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَصِيبٌ
(سورۃ الکہف رکوع ۱۶ پارہ ۱۶)
ترجمہ :- یہ سری لوگ ہیں جنہوں نے اپنے
رب کی نشانیوں کا اور اس کے دہرہ چائے کا
ادکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو
گئے۔ پھر ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن
تیار نہیں کریں گے۔

حاصل

یہ نیکو کہ جو کفر میں ایمان نہیں تھا۔ اس لئے
اس کے اعمال کا کوئی وزن بھی نہیں ہوگا۔ نہ اسے
کوئی اجر ملے گا۔

اپیل

برادران اسلام سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں
کہ اپنے ایمان کو درست کریں۔ ایمان کا مطلب یہی
ہے کہ آپ سے اتباع ہے۔ اے اللہ تیرا اور تیرے
رسول کا ہر فرمان دل سے ماننا ہوں، پس اسی ایک
نقڑے پر دل سے ہر تصدیق دگانے سے بے فائدہ
تھا۔ لے کر دل میں اور ایمان آجائے۔ دعا کرتا ہوں
کہ اللہ تبارک ہر کلمہ گو مرد و زن کو فدا ایمان عطا
فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین

قیامت کے دن کے امتحانی سوال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا تَقْرَءُوا قُرْآنًا مَّا أَجِبْتُمْ آدَمَ
بِكَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ
ترجمہ :- اس مسعود سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

قیامت کے دن انسان کے قدم نہیں ہلکیں گے یعنی درجہ
الہی سے یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے
متعلق سوال کیا جائے۔ (یعنی پانچ سوالوں کا انسان
سے جواب لیا جائے گا۔)

عَلَيْكُمْ عَمَلٌ حَقٌّ قَبْلَ أَنْ تَأْتُوا

دہلا سوال) ہر کے متعلق ہوگا کہ عمر کس کام میں
صرف کی تھی۔

ایک صحیح باقی سب غلط
مثلاً کوئی کہے گا میرا مقصد یہ تھا کہ سبک دہرا دینا
بن جاؤں۔ کوئی کہے گا کہ سب سے بڑا تاہم بن جاؤں
کوئی کہے گا کہ اپنے حکم کے سب سے اعلیٰ عہدہ پر
پہنچ جاؤں۔ کوئی کہے گا کہ وزیر بن جاؤں۔ کوئی کہے گا
وزیر اعظم بن جاؤں۔ کوئی کہے گا کہ بادشاہ بن جاؤں
علیٰ ہذا نقیاس سینکڑوں بلکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں
مقاصد حیات تجویز ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال خداوندی
کے مقابلہ میں یہ سب جوابات غلط ہوں گے۔ صحیح
جواب فقط ایک ہوگا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میری
زندگی کا اصلی مقصد فقط تیری بندگی تھا۔ چنانچہ
میں نے تیرے تجویز کردہ نظام الاوقات زندگی یعنی
قرآن مجید کو اپنا یا۔ اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے
لیے تیرے فرمان کے مطابق تیرے بھیجے ہوئے
رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے لیے نمونہ
بنایا۔ باقی جتنے کام میں نے کئے۔ وہ مجبوراً کئے۔
مثلاً کس مباشر کے لیے تجارت کی یا زراعت
ملازمت کی یا دستکاری وغیرہ وغیرہ۔

عَلَيْكُمْ شَيْءٌ بَقِيَّ مَا أَتْلَاكُمْ

دوسرا سوال یہ ہوگا کہ جو انی کس کام میں صرف کی
تھی۔ اس کا بھی ایک جواب صحیح ہوگا۔ باقی سب غلط۔
مثلاً میں جوانی میں شٹ بال کا بہترین کھلاڑی تھا۔ یا ہاکی
کا بہترین کھلاڑی تھا۔ یا ٹیگ بازی میں سب سے بہتر
اوکی تھا۔ یا مشہور ترین ڈاکٹر تھا۔ یا قابل ترین انجینئر
تھا۔ یا اعلیٰ درجہ کا سیاست دان مانا جاتا تھا۔
یا بہت بڑا کامیاب بزنس مین تھا۔ وغیرہ وغیرہ سب جوابات
غلط ہوں گے۔ فقط ایک جواب صحیح ہوگا کہ اے
اللہ میرے ہر اعمال میں دیکھ لے۔ جتنی ہمت اللہ
چستی سے میں نے تیری بندگی کا حق جوانی میں ادا کیا
تھا۔ اتنا نہ بچپن میں ادا کیا۔ نہ بڑھاپے میں ادا
ہو سکا۔

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تیسرا سوال یہ ہوگا کہ مل کس ذریعہ سے حاصل کیا
کرتا تھا (کہ وہ ذریعہ حلال کا تھا یا حرام کا) اس سوال
کا فقط ایک ہی جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ اے اللہ
میں نے فقط اس ذریعہ سے روپیہ کمایا جس میں
تو راضی تھا۔ تیری مرضی کے خلاف کوئی ذریعہ
اختیار نہیں کیا۔ مثلاً چوری۔ لڑاکہ زنی وغیرہ کاری۔

دھوکہ بازی۔ رشوت خوری۔ خلاف قانون سرکاری مشین
بیک وغیرہ وغیرہ۔

عَلَيْكُمْ وَفِيهَا الْفَقْدُ

چوتھا سوال یہ ہوگا کہ کس حکم صرف کرتے تھے۔
یعنی روپیہ کمانے کے بعد خرچ کہاں کرتے تھے۔ اس
سوال کا بھی فقط ایک جواب صحیح ہوگا۔ باقی سب
غلط۔ صحیح جواب فقط یہ ہوگا کہ اے اللہ تیری
اجازت لے کر خرچ کرتا تھا۔ یعنی جہاں تیری شریعت
اجازت دیتی تھی تو صرف کرتا تھا۔ ورنہ نہیں۔ مثلاً
بیٹے کے پیار پر تیری شریعت نے بابت بجائے سے
منع کیا۔ تل۔ جہیزی۔ گناہ۔ گھڑی۔ سہرا۔ آتش بازی
منع کیا۔ میں نے ایک پیسہ وہاں خرچ نہیں کیا۔

عَلَيْكُمْ وَمَا فِي أَفْعَالِ فِيمَا قَلِمُ

اور تیری شریعت کا جو حکم نہیں اپنایا تھا۔ اس کے متعلق
کیا عمل کر کے آئے ہو، ہر عقیدہ سمجھ سکتا ہے کہ اس
سوال کا صحیح جواب فقط یہی ہو سکتا ہے کہ اے اللہ
اپنی طاقت کے مطابق تیرے احکام کی تعمیل کر کے آیا
ہوں۔ اس کے علاوہ باقی سب غلط یا منظور ہو سکتے
کہ اے اللہ دکانداری کے باعث عمل نہیں کر سکا۔
یا اسے اللہ کا شرف کادری کی مصروفیت کے باعث
عمل نہیں کر سکا۔ یا عورت کہنے لگی کہ اے اللہ بچوں
کی پرورش کرنے کے باعث عمل نہیں کر سکی۔ وغیرہ۔
وغیرہ۔

تبلیغ کا تائر

علامہ دین اپنے درویشوں یا مساجد کے ممبروں
سے مسلمانوں کو جو پیغام حق پہنچا رہے ہیں۔
اس کا کم از کم یہ ضرور فائدہ ہوگا کہ اللہ
تبارک قیامت کے دن یہ سوال تو کر سکیں گے
کہ تمہیں جہادی طرف سے جو حکم پہنچا تھا اس
کے مطابق کیا عمل کر کے آئے ہو۔ لہذا مسلمانوں
کا فائدہ اور بھلا اسی میں ہے کہ اللہ تبارک
جب انہیں دس قرآن میں یا جمعہ کے دن مسجد
میں آنے کی توفیق دے۔ تو خطیب سے جو
کلمہ حق سنیں۔ اسے دل سے مان کر انہیں اور
اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ قیامت
کے دن اس سوال کا صحیح جواب دے سکیں۔
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْمَنَاجِزَ - ذائقہ چھدی
من یشاء ذلی حواط مستقیمہ

طریقہ اسماعیل خاں (صوبہ بہار)

میں

جنت روزہ غلام الدین لاہوری

فیروز آباد لکھنؤ سے حاصل کریں

پہچان کا صفحہ

لطیف انوی

خدا فانی نہیں؟

بابل عراق کا ایک شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں جادو کے باعث اس شہر کی بڑی شہرت تھی۔ اسی شہر پر کسی زمانے میں ایک ایسے ظالم بادشاہ کی حکومت تھی۔ جو اپنے تئیں خدا سمجھتا تھا۔ وہاں کے لوگ اس کے ظلم سے بچنے کے لیے اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ اُس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر ایک ننھا سا ستارہ ٹٹایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی روشنی یہاں تک بڑھ گئی کہ سورج بھی اس کے سامنے ماند پڑ گیا۔ وہ اس خواب سے بہت پریشان تھا۔ اس نے اپنی رعایا میں سے دانشمند لوگوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور اُن سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔

دانش مندوں نے بتایا کہ بہت جلد ایک ایسا عظیم انسان پیدا ہوگا۔ جس کے سامنے بادشاہ کی عظمت اور حکومت گھاس کے تنکے کے برابر ہو جائے گی۔ اور وہ لوگوں کی آنکھوں سے گر جائے گا۔ بادشاہ اس تعبیر کو سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے اپنی حکومت میں چار کھوٹ دیوٹی پھڑا دی ہے۔ کہ اگر کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ فوراً سرکار میں اطلاع کیے۔ عدول حکمی کرنے والوں کو دار پر لٹکا دیا جائے گا۔ اب بادشاہ نے نذرانہ پھیل کا قندام شروع کر دیا۔ بے کس اور بے چارے ہاں باب اپنی آنکھیں سے اپنے بچوں کا حشر دیکھ رہے تھے۔

جسے اللہ رکھے اُسے کون چھتے۔ اس افرا تفری میں ایک عیت کسی نہ کسی صورت سے ایک قار میں پہنچ گئی۔ وہاں اس کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ ماں نے پانچھ سال تک غامہ ہی میں بچے کو چھاتی سے لگائے رکھا۔

جب پہلے پہل بچہ غامہ سے باہر نکلا۔ تو شام کا وقت تھا ابھی تک آسمان پر صرف ایک ستارہ نمودار ہوا تھا۔ بچے کی نظر روشن ستارے پر پڑی تو اس کے دل میں خیال گزرا کہ یہی میرا رب ہے۔ لیکن جب رفتہ رفتہ سارا آسمان ستاروں سے اُٹ گیا۔ تو اس سے بچہ گویا حیرت میں ڈوب گیا۔

اتنے میں چاند آسمان پر جگمگانے لگا۔ اب ستاروں کی روشنی پھینکی پڑ گئی۔ اس نے سمجھا کہ وہ اہل ہی میرا رب ہے۔ مقررہ وقت کے بعد ستارے اور چاند سب نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

اب آسمان پر سورج کا دور دورہ تھا۔ اس کی روشنی اور نپٹش ہر طرف پھیل رہی تھی۔ بچے کو یقین ہو گیا کہ یہی میرا رب ہے۔ لیکن وہ بھی اپنی باری بھر کر فرصت ہو گیا۔

پھر کس بچہ اب ایک گہری پہاں میں ڈوب گیا۔ آخر وہ اس بحرِ بے اور مشاہدے کی روشنی میں اس بچے پر پہنچا کہ نہ ستارے نہ رب ہیں

نہ چاند اور نہ سورج۔ یہ تو اپنی ہستی کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ یہ کسی اور کے ہاتھ پر چلتے ہیں۔ اور وہی میرا اور ان سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

اس بچے کا نام ابراہیم تھا۔ اسی بچے نے بڑا ہر کر دینا کو ایک سچے خدا کی بڑائی کو ماننے کا سبق دیا +

استدعا

از عزیز اہل اللہ اہل اللہ لاہور

مجھے پاس اپنے بلاؤ محمد

مجھے دید اپنی کراؤ محمد

بزل مضحل کو نہیں میں آتا

مدینہ مجھے اب دکھاؤ محمد

بہت دُور ہوں میں حضور آپ

مجھے خواب میں آجکراؤ محمد

زمانہ ہوا یاد میں مجھ کو روتے

زیارہ نہ مجھ کو ملاؤ محمد

گنہگار نہ اُھد کی یہ انتخاب ہے

اسے حشر میں بخشواؤ محمد

ابرحمت

(جو دہری عبادی خاں کو لکھا)

تو بے مسلمان کیوں مٹ جاتے ہیں دنیا سے

وہی ہے مرکز کعبہ وہی حکمِ ست آبی

علی پیرا اگر قرآن پر ہو آج بھی مسلم

تو اب بھی زیرِ پا اس کے ہر اونگہ سہانی

بجز ختم نبوت دینِ کامل ہو نہ سکتا تھا

یہی تو لازماً وحدتِ ہے ہی دہرِ مسلمان

تاہم وہاں میں تعلق کیا ہے تو حید و رسالت میں

اگر اس کو کہیں گویہرق یہ گویہرق کی تلبانی

صاحبِ مشفرت چھایا سید کا دل پر حشر میں

مرے کام تو کئی صد شکر عیساں کی فراوانی

(نورسہ عجم)

ہفت روزہ خبریں

مدیر: عبداللہ چوہا

جلد (۱) شمارہ ۱۸

ہفت روزہ خبریں

سالانہ گیارہ روپے ریتل

ششماہی چھ روپے

تین ماہی تین روپے

کیسا بلانکا۔ ہر ستمبر فرانسسوی فوج نے کیسا بلانکا کے جنوب میں پہاڑی علاقہ کے قریب بہت قریبوں کو کچلنے کے لئے آج بکتر بند کاروں اور موٹائی پہاڑوں کی مدد سے علاقہ پر حملہ کر دیا ہے۔ سو یاں ہزاروں حریت پسند بوجہ سنبھالے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا ہے۔

کیسا بلانکا۔ ۵ ستمبر۔ آج یہاں استقلال پارٹی کے ایک مراکشائی لیڈر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ پندرہ ماہ پہلے بھی ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ لیکن وہ بچ گئے تھے۔

نئی دہلی۔ ۵ ستمبر۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ نے ایک قرارداد میں گواہی انفرنگیا اجتماعی طور پر سٹیڈ کرے جاری رکھنے کی ضمانت کی ہے۔

قاہرہ۔ ۵ ستمبر۔ غزہ میں مصری اور اسرائیلی افواج میں پھر تصادم ہو گیا چار اسرائیلی ہلاک اور ایک گرفتار کر دیا گیا۔

رائینڈرٹی۔ ۵ ستمبر۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کشمیر کنونشن مادیوں کے آخری ہفتہ میں لاہور میں منعقد ہوگی

حیدر آباد (سندھ)۔ ۵ ستمبر۔ خیبر کے قریب بڑے حفاظتی بند میں ایک اور شگاف پڑنے کے باعث زیریں سندھ میں سیراب کی صورت حال اور خراب ہو گئی ہے۔

لاہور۔ ۵ ستمبر۔ کل جیل کے قریب دریائے راولی میں سیلاب کا خطرہ مل گیا ہے۔ اور پانی کی سطح معمول پر آگئی ہے۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ افغانستان نے پاک انٹان تنازعہ کے تعصیب کے لئے جوازہ تجاویز پیش کی ہیں۔ پاکستان نے ان میں کچھ تبدیلیاں تجویز کی ہیں۔ سرکاری سطح پر افغانستان کی نئی تجاویز کے بارے میں کچھ بتانے سے اجتناب کر رہے ہیں۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ آج بھی ایک پونٹ بل پر دستور ساز اسمبلی میں بحث ہوتی رہی۔ رباط۔ ۹ ستمبر۔ شام کی اطلاع کے مطابق حکومت فرانس اور مراکش کے درمیان سلطان سیدی محمد بن یوسف کے مابین سلطان کی حادہ طبعی کا عہد ختم کرنے کے سوال پر براہ راست بات چیت شروع ہو چکی ہے۔ کیسا بلانکا میں آج دوفرنسی انفرنگ کر دئے گئے۔ ۲۴ قوم پرست گرفتار کر لئے گئے۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ ایک پونٹ بل پر آج بھی دستور میں بحث ہوتی رہی۔ آج شام کے چھ شیعہ مسلم لیگی اور متحدہ محاذ کے ارکان کی طرف سے پیش ہونے والی متعدد ترامیم پر غلط پارٹی کے اجلاس میں بحث کی گئی۔

ڈھاکہ۔ ۹ ستمبر۔ مشرقی بنگالی کی کانپن میں دس اور وزراء کا امتا فہ کیا گیا ہے ان میں سے تین وزیر اعلیٰوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ گویا کہ کانپن اب پندرہ وزراء پر مشتمل ہوگی۔

سینٹ ایلزبتھس۔ ۹ ستمبر۔ اسرائیل اور مصر کے مشترکہ نگران کمیشن نے ۲۲ اگست کی جھڑپوں کے سلسلہ میں دونوں کی خدمت کی۔

بجرات۔ ۹ ستمبر۔ ضلع کے برساتی ٹانوں میں سیلاب کی وجہ سے تحصیل پھالیکا کئی ہزار ایکڑ رقبہ زمین زیر آب آ گیا۔ کھڑی فصلوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ اور بارشوں کی وجہ سے شمالی بجرات کے علاقہ میں کئی سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ ایک پونٹ بل پر آج بھی دستور میں بحث ہوتی رہی۔ ماسکو۔ ۵ ستمبر۔ روس میں انیس برس کے تمام لوجوانوں کو لازمی فوجی سروس

کی تکمیل کیلئے طلب کر لیا ہے۔

حیدر آباد (سندھ)۔ ۵ ستمبر۔ زیریں سندھ میں شدید بارشوں کے باعث حیدر آباد۔ لاہور اور سکھر کے اضلاع میں سیلاب کی صورت حال اور خراب ہو گئی ہے۔ سیلاب کا پانی آج حیدر آباد سندھ کے ایک قدیم ترین شہر ٹھٹھہ میں بھی داخل ہو گیا۔ پالا اور ٹھٹھہ کے حفاظتی بندوں کے ٹٹاؤں۔ ابھی تک یہاں نہیں کٹے جاسکے۔ متاثرہ علاقے پر وزیر اعظم اور قائد مقام گورنر جنرل نے پرو لائی سرکاری طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے لیے پندرہ لاکھ روپے کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے۔

پٹنہ۔ ۵ ستمبر۔ مشرقی پاکستان عوامی لیگ کے صدر مولانا عبدالغفور صاحب نے وزیر اعظم پاکستان کو ایک تار ارسال کیا ہے کہ وفاقی دارالحکومت لکھنؤ کو بھی سے کہیں اور منتقل کیا جائے تو اسے ڈھاکہ میں قائم کیا جائے۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ آج یہاں موجود موسم کی شدید ترین بارش ہوئی۔

لاہور۔ ۵ ستمبر۔ لاہور کارپوریشن نے کارپوریشن کی حدود میں تقیمی ٹیکس عائد کرنے کی تجویز منظور کر لی ہے۔ جو رقم وصول کی جائے گی۔ اس سے اس کے سکول کھولے جائیں گے۔

قدس۔ ۵ ستمبر۔ حکومت فرانس تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ اس ہتھیار رہائی کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔ تمام سیاسی قیدیوں بھی ملک میں واپس آجائیں گے۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ آج بھی دستور میں ایک پونٹ بل پر قراردادیں ہوتی ہیں۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ مرکزی مسلم لیگ پارٹی نے آج شام صوبائی بورڈ کی سفارش پر پنجاب سے دستور میں کی نشست کے لیے وزیر قانون مسٹر چنڈیگر کوٹک و سینے کا مینسلہ کیا ہے۔ یہ نشست مسٹر چنڈیگر کوٹک کے متعلق پہلے پر غالی ہو چکی تھی۔

لاہور۔ ۵ ستمبر۔ لاہور میں شدید بارش کی وجہ سے اتنی کے قریب مکان گئے۔ مسٹر کوٹک و سینے کے گھر ہو گئے۔ لاکھوں روپے کا مالی نقصان ہوا۔ کھیتوں میں سوا سات اچھ بارش ہوئی۔

جاکارتہ۔ ۵ ستمبر۔ انڈونیشیا کے چار کونٹیں لاکھ روٹے دھندکان اس کے ۱۹ تاریخ کو انڈونیشیا کی پہلی نمائندہ اسمبلی منتخب کر دیں گے۔

کراچی۔ ۵ ستمبر۔ پاک دھند کے مشرقی حصہ میں سیلابوں پر قابو پانے کے لیے مشترکہ اقدامات کے امکانات کے بارے میں حکومت پاکستان سے بات چیت کرنے کے لیے ایک جہاز فی دفعہ جس کے لیڈر مسٹر کونڈ سین ہیں یہاں پہنچ رہا ہے۔

ملتان۔ ۵ ستمبر۔ آج یہاں ۲۰ اچھ بارش ہوئی اور سیلاب کے متاثرہ مکان گر گئے۔ انیشی علاقوں میں سیلاب آ گیا۔ ایک شخص ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ سو سے زیادہ مکانات گر گئے یا انہیں نقصان پہنچا۔

حیدر آباد (سندھ)۔ ۵ ستمبر۔ سندھ میں سیلاب کی صورت حال پر قابو پا دیا گیا ہے۔ ہر جگہ پانی کم ہو رہا ہے۔

سیالکوٹ۔ ۵ ستمبر۔ سیالکوٹ میں عالمی بارش اور سیلاب سے سستی کاؤں متاثر ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ نقصان تاروہان تحصیل کے دو گاؤں انہی اور دیہ۔ اور حاجی چور گوجر وال تحصیل کے دو گاؤں پہنچا ہے۔